معراجِ حکمت، معلمِ اخلاق حضرت لقمان حکیم کے
ولولہ انگیز اور انقلاب آفریں اقوال

باتیں

جو زندگی بدل دیں

مع اربعین چریاکوٹی معروف بہ

ان کے بول بہاروں جیسے

ترجمہ و ترتیب
مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی

نعمانی بک ڈپو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیکر حکمت، معلم اَخلاق حضرت لقمان حکیم کے اِنقلاب انگیز ولولہ خیز، نصیحت آمیز، اور دیدہ وروح کو نوروجلا بخشنے والے اقوال

-مع اَربعین چریاکوٹی معروف بہ-

اُن کے بول بہاروں جیسے

-: جمع و ترتیب :-

محمد افروز قادری چریاکوٹی
دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

بِأبِي أنتَ وأمِّي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيكَ أيُّهَا النَّبِيُّ الأمِّيُّ

تفصیلات

کتاب : باتیں! جوزندگی بدل دیں

تالیف : ابورِفقہ محمدافروزقادری چریاکوٹی..................

پروفیسر: دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

پرنسپل: جامعۃ المصطفیٰ، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

afrozqadri@gmail.com

تصویب : علامہ محمد عبدالمبین نعمانی قادری-مدظلہ النورانی-

نظرثانی : محبّ گرامی قدر علامہ رضوان احمد رفاعی ثقافی۔

کتابت : قادری کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ سینٹر، چریاکوٹ، مئو

صفحات : ساٹھ (۶۰)

اشاعت : 2014ء - ۱۴۳۵ھ

قیمت : /روپے

تقسیم کار : اِدارہ فروغِ اسلام، چریاکوٹ، مئو، یوپی.

o رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إنَّکَ أنْتَ السَّمِيْعُ العَلِيْمُ o

اُن روشن لفظوں کے نام

جو زوال کو کمال بخش دیں

دکھ کے آنگن میں سکھ اُگا دیں

ظلم کی ہتھیلی پر اِنصاف جما دیں

اور حالاتِ زار کو باغ و بہار بنا دیں

-دعا جو و دعا گو-

محمد افروز قادری چریاکوٹی

فہرست مضامین

اِبتدائیہ

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃً للعالمین وعلیٰ آلک وأصحابک أجمعین . أما بعد !

'اقوال'(**Wise saying** یا **Word of wisdom**) کسی بھی مفکرودانشور کی تعلیمات کا نچوڑ اور تجرباتِ حیات کا خلاصہ ہوتے ہیں۔ ذخیرۂ اقوال کا مطالعہ کرنے سے ہمارے لیے یہ ممکن ہوجاتا ہے کہ ہم کم سے کم وقت میں بیش از بیش اَفکار واَسرار تک رسائی حاصل کرسکیں۔

ایک صاحبِ دانش وبینش کی تعلیمات وہدایات کو اگر ایک درخت سے تشبیہ دی جائے تو اس کے اَقوال وفرمودات اس شجرِ سایہ دار کا پھل ہوتے ہیں۔ یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اقوالِ زرّیں کی صورت میں صدیوں کے تجربات ومشاہدات چندلحوں میں ہمارے لوحِ ذہن پر پھیل جاتے ہیں۔

اقوامِ عالم کی تاریخ اِس بات پر شاہد عدل ہے کہ مشاہیر کے اقوال نے قوموں کی زندگی میں کیا کیا اِنقلابات برپا کیے ہیں۔ کامیاب قومیں ہمیشہ حکما ومفکرین کے اَقوال و ہدایات کی روشنی میں اپنا کاروانِ حیات جاری رکھتی ہیں، اور بالآخر فوز وفلاح کی رفعتیں اُن کے ہمرکاب ہوجاتی ہیں۔ شاعرمشرق علامہ اِقبال کا یہ قول کتنا حقیقت لگتا ہے :

'قومیں شاعروں کے تخیل میں جنم لیتی ہیں'۔

دورِ جدید میں ہم دیکھتے ہیں کہ صنعتی انقلاب کے ساتھ ہی جس فکر نے اِنسانی ذہن کو اپنے طلسم میں لے رکھا ہے وہ ڈارون کی فکر**Darwinian thought** ہے۔ اس فکر

نے انسانی ذہن کو مادّہ پرستی سکھائی ہے۔ اور اس وقت ایسے ایسے نعرہ نما اقوال اِنسانی معاشرے میں عام ہوگئے کہ خودغرضی اور نفس پرستی ایک نارم (norm) بن گئے اور اخلاص، اِیثار اور قناعت' ماضی کے قصے بن کر رہ گئے۔

مثلاً آپ ان کلیشز پر غور کریں جو عام روزمرہ زندگی میں زبان زدِ خاص وعام ہیں:

struggle for existence.

survival of the fittest.

cut throat competition.

اس قسم کے اقوال غیر محسوس طریقے پر ہمیں ایک مہذب معاشرے کی بجائے جنگ وجدل بلکہ جنگل کے ماحول کی طرف کھینچے لیے جا رہے ہیں۔ اِرتقا اور ترقی کے نام پر ترقیِ معکوس کا یہ عمل گزشتہ قریباً چار سو سال سے پوری شدومد کے ساتھ جاری ہے۔

اس فکر کے برعکس ہماری خوش بختی ہے کہ ہمارے مسلم دانش وروں نے نہ صرف ایسی فکروں کا سدِ باب کیا بلکہ ایسے ایسے اقوال ہمارے لیے چھوڑے ہیں کہ جن میں ہماری ہدایت، شناخت، کامیابی، اور فلاح و بہبود کی بہت سی آیات مضمر ہیں۔ مزید برآں یہ اَقوال ہمیں اَخلاقی وفکری طور پر بھی مضبوط وتوانا کرتے ہیں۔

دنیائے حکمت کا معروف نام ہے: لقمان حکیم۔ یہ محض ایک نام ہی نہیں، حکمت واخلاقیات کے باب میں ایک مستند حوالہ ہے۔ حکمت نے اس نام کو عروج نہیں بخشا بلکہ اس نام سے حکمت کو معراج نصیب ہوئی، اسی لیے آپ کو 'معراجِ حکمت' سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کا نام اِسلامی تاریخ میں علم و دانش اور حکمت و ہنر کی باتیں بتانے والے حکیم کی حیثیت سے معروف ہے۔ آپ نے عقل کے استعمال سے وہ باتیں کھولیں جو پیغمبروں کے احکام وہدایات کے موافق تھیں۔ اور صدیوں کے تواتر سے آپ کی عاقلانہ نصیحتیں اور حکیمانہ باتیں لوگوں میں مشہور چلی آ رہی ہیں۔

معلم اخلاق حضرت لقمان حکیم کے اقوال جگ جگ ظاہر ہیں۔ اور دنیا کی شاید ہی کوئی ایسی زبان ہوگی جس میں آپ کے اقوال نہ ملتے ہوں۔ ورنہ ہر زبان کے جھومر میں آپ کے ارشادِ ہدایت بنیاد ہیرے جواہرات کی مانند جڑے ہوئے ہیں۔ خدالگتی یہ ہے کہ زبانوں پر جب آپ کے اقوال زرّیں آتے ہیں تو منہ میں رَس گھول جاتے ہیں، اور تادیر اپنی شیرینی ومٹھاس سے کام ودہن شادوآباد رکھتے ہیں۔

دنیا کی بیشتر زبانوں میں آپ کے اَقوال' حواشی وشروح کی جلوہ سامانی کے ساتھ چھپ کر منظر عام پر آئے ہیں، اور آپ کی شخصیت پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔ فارسی وغیرہ میں تو درجنوں کتابیں آپ کے اَقوال وفرمودات کے جواہرات سے مرصع نظر آتی ہیں؛ مگر میرے محدود مطالعے میں ہنوز اُردو زبان میں ایسی کوئی مستقل کتاب رقم نہیں ہوئی؛ اس لیے داعیہ ہوا کہ حضرت لقمان حکیم کے جتنے اقوال وفرمودات ذخائر کتب میں موجود ہیں انھیں پہلے من وعن اُردو ترجمہ کر کے زیورِ طباعت سے آراستہ کردیا جائے، باقی اُن کی تشریح وتوضیح فرصت کے لحات پر چھوڑ رکھی جائے۔

سو حضرت لقمان کے جتنے اقوالِ زرّیں ہمیں میسر آسکے انھیں حسب وعدہ آپ تک پہنچا رہے ہیں۔ آپ کے اقوال کی تعداد بعض علما کے مطابق تین ہزار ہے جب کہ صاحب جناتُ الخلود وغیرہ نے ان کی تعداد سات ہزار بتائی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت لقمان حکیم کے یہ اقوال ایسے نہیں کہ ان پر بس ایک نظرے خوش گزرے ڈال کر آگے بڑھ جایا جائے بلکہ ان کے لیے توجہ کامل اور بھرپور اِنہاک واِرتکاز مطلوب ہے تاکہ معانی ومفاہیم کی بے کراں دنیا سے آپ کو آشنائی نصیب ہوسکے۔

دنیاے علم ودانش کا اتفاقِ کامل ہے کہ لقمانِ حکیم کے اقوال بڑے ہی سبق آموز، اِنقلاب آفریں، نصیحت خیز اور اخلاق وانسانیت کی قدروں کو آشکار کر کے رکھ دینے والے ہیں۔ اربابِ فضل وکمال کا اِتفاق چہ معنی دارد! خود قرآنی آیات اس حقیقت پر شاہد

عادل ہیں۔ یعنی ارشاداتِ ربانی نے فرموداتِ لقمانی کو ثقاہت، پایۂ استناد اور درجۂ اعتبار عطا کر دیا ہے۔

ہماری نسل جس ماحول میں پروان چڑھ رہی ہے اس میں مفاد پرستی، جذباتیت اور سطحیت عام ہے۔ زندگی کی اس تیز ترین دوڑ میں والدین کے لیے ممکن نہیں رہا کہ وہ بچوں پر زیادہ وقت صرف کریں حالانکہ ان نونہالانِ وطن کو وقت دینا ہمارا دینی ملی اور قومی فریضہ بنتا ہے۔ آج متمدن قوموں نے اپنے ہاں اَفراد کی تربیت اور اِداروں کی تشکیل پر بہت محنت کی اور اس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔

اِسلام' جس کا اِمتیاز ہی شخصیت سازی اور افراد کی تیاری اور تربیت تھا مسلمان اس سے یکسر غافل ہو گئے تو زوال اور ناکامیوں نے انہیں گھیر لیا۔ آج اس سے نجات کا واحد طریقہ نئی نسل کی مضبوط خطوط پر تربیت ہے۔ اس مقصد میں' میں سمجھتا ہوں کہ حضرت لقمان حکیم کے اقوال بہت معاون و مددگار ثابت ہوں گے۔

فرموداتِ لقمانی میں یقیناً ہر اُس شخص کے لیے کشش ہے جو اِنسانیت دوست ہے اور جس میں اخلاقی و روحانی قدروں کی عظمت کا اِحساس پایا جاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ آپ کی عام فہم باتیں چپکے سے ہی دل میں گھر کر لیتی ہیں، اور پھر زندگی کے شب و روز کا حصہ بن جاتی ہیں۔

یہ سچ ہے کہ آپ کی گراں مایہ نصیحتیں ہر زبان کے ادب میں شاہکار مانی گئیں اور ہر دور کے خوش بختوں نے ان سے اِستفادہ کر کے دارین کی سعادتوں کو اپنے ہمرکاب کیا ہے۔ لہٰذا فی زمانہ عام انسانوں کے لیے عموماً اور مسلمانوں کے لیے خصوصاً یہ پندونصائح کافی توجہ طلب اور اہمیت کی حامل ہیں تاکہ ان کو رنگ عمل دے کر ہم معاشرے کو امن و آشتی کا گہوارہ، اور اُخوت و محبت کی آماجگاہ بنا سکیں، اور ایک بامقصد زندگی خود بھی جئیں اور دوسروں کو بھی جینے کا موقع دیں۔

کتاب کی تکمیل کے وقت خیال آیا کہ اُن کے اقوالِ زرّیں سے بھی اس کتاب کو کیوں نہ زینت بخش دی جائے جو خود پیغمبروں کے اِمام ہیں اور جن کی باتیں' باتوں کی پیغمبر ہیں۔سو بطورِ ضمیمہ اَربعین کی فضیلت سے بہرہ ور ہونے کی غرض سے معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چالیس مختصر مگر جامع حدیثیں بنام 'اُن کے بول بہاروں جیسے' شامل کتاب کر دی گئی ہیں۔

اس کتاب کی جمع وترتیب کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ بھولی بسری اور مصروف ترین قوم کو تھوڑے سے وقت میں بہت کچھ سیکھنے سمجھنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ اور وہ کچھ دیر کے لیے سوچنے پر مجبور ہو کہ ہم کیا تھے، آج کیا ہیں، اور ہمیں کیا ہونا چاہیے۔کاش! میری قوم کے اندر یہ اِحساس جاگ اُٹھے تو میں سمجھوں گا کہ میری یہ اَدنی سی کوشش ٹھکانے لگ گئی ہے۔ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الإِصْلاَحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيْبُ .

دعا ہے کہ پروردگارِ عالم ہمیں حکما و دانشوران بالخصوص حضور رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و تجربات سے روشنی کشید کر کے اپنی زندگی اور دوسروں کی زندگی میں کیف و سرور کا اُجالا بکھیرنے کی توفیق ارزانی کرے۔ اِسلام اور عالم اسلام کی خیر فرمائے۔ ہماری حالت زار کو باغ و بہار کر دے، اور دارین کی سعادتیں بٹور لینے والے اعمال سرانجام دینے کی توفیق ہمارے رفیق حال فرما دے۔آمین -رہے نام اللہ کا-

محتاجِ دعائے صلحا

محمد افروز قادری چریاکوٹی

بروز یکشنبہ: ۲۵ رشوال ۱۴۳۴ھ/ یکم ستمبر ۲۰۱۳ء

جامعۃ المصطفیٰ ر دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

لقمانِ حکیم! چند جھلکیاں

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت لقمان حکیم کو بہت سی خوبیوں اور نعمتوں سے سرفراز فرمایا تھا۔فہم وبصیرت،علم وحکمت،اورتعبیر وتشریح کی صلاحیتیں اُن میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں۔انھوں نےعقل کی راہ سے وہ باتیں کھولیں جوپیغمبروں کے احکامات وہدایات کے موافق تھیں۔ان کی عاقلانہ نصیحتیں اور حکمت کی باتیں لوگوں میں مشہور چلی آتی ہیں۔اللہ رب العزت نے ایک حصہ قرآن کریم میں نقل فرما کران کا مرتبہ اور زیادہ بڑھادیا ہے۔اسی لیے انھیں قرآن کریم میں بطورِخاص حکم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا جوفضل وکرم آپ کواَرزانی ہوااورآپ کودوسروں پرجوفضیلت بخشی گئی اس پراس کاشکرادا کریں۔

یہ لقمان کون تھے؟ اہل علم نے ان کے بارے میں مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔کسی نے انھیں 'نوبہ' کا باشندہ قرار دیا ہے،اورکسی نے 'ایلہ' کا......کسی نے انھیں آزر کی اولاد مانا ہے،اورکسی نے انھیں آزادکردہ غلام کہا ہے......کسی کے نزدیک یہ حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھانجے تھے،اورکسی کے نزدیک ان کے خالہ زاد بھائی۔

ان کے پیشہ کےتعلق سےبھی مختلف اقوال ملتے ہیں: کسی نے کہا کہ وہ بڑھئی تھے،کسی کے نزدیک درزی،اوربعض نے ان کے چرواہا ہونے کا قول کیا ہے۔

ابوالجمال علامہ احمد مکرم عباسی چریاکوٹی نے عہد عتیق کے دستاویزات وغیرہ کی روشنی میں لقمان حکیم کےنسب کےتعلق سے یہ معلومات فراہم کی ہیں :

حضرت ہود علیہ السلام نے بیشاص نامی ایک بی بی سے نکاح کیا۔اُن سے دو بیٹے فانع اور رقحطان پیدا ہوئے۔ فانع' طوفانِ نوح کے ایک سو چالیس برس بعد وجود میں

آئے، اور چار سو چوہتر برس کی عمر میں انتقال کیا۔

جب فالغ کی عمر تیس سال کی ہوئی، تو ان کے گھر ایک بیٹا راغو پیدا ہوا۔ راغو کا انتقال ۲۳۰ برس کی عمر میں ہوا۔ راغو کی پیدائش کے بعد اور طوفانِ نوح کے چھ سو ستر برس گزر جانے کے بعد بنی آدم کی زبانیں مختلف ہوگئیں، اور اولادِ نوح دنیا کے الگ الگ حصوں میں ہر طرف منتشر ہوگئی۔

بتیس برس کی عمر میں راغو کے گھر شاروغ پیدا ہوئے، اور ان کا انتقال دو سو انتالیس برس کی عمر میں ہوا۔ توریت میں شاروغ کا نام سروعا لکھا ہے۔

شاروغ کی عمر جب تیس یا بتیس برس ہوئی تو ان کے گھر ناحور کی پیدائش ہوئی، اور انھوں نے دو سو ساٹھ برس کی عمر میں اِنتقال کیا۔ یہ ناحور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دادا تھے۔ جب ناحور کی عمر ستائیس سال کی ہوئی، تو ان کے گھر ایک بیٹا تارخ پیدا ہوا، اور یہی آزرُبت پرست یا بت ساز، نیز ابراہیم خلیل اللہ کے باپ تھے۔

دو سو پچاس برس کی عمر میں اِنتقال کیا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ فالغ کے بیٹے شالغ تھے۔ شالغ کے بیٹے اشروع، اشروع کے بیٹے ارغو، ارغو کے بیٹے ناحور، اور ناحور کے بیٹے تارخ یعنی آزر السلام۔

تارخ عرف آزر کا نکاح نونان یا نمرود بادشاہ کی بیٹی ادنیٰ سے ہوا، اور اِن بی بی سے آذر کے تین بیٹے پیدا ہوئے۔ ایک ابراہیم خلیل اللہ، دوسرے لوط کے باپ ہاران، اور تیسرے ناحور۔ پھر ناحور کے شکم سے باعورا تولد ہوئے اور باعورا کے گھر میں لقمان پیدا ہوئے۔ (واللہ اعلم بالصواب)(۱)

لقمان نبی یا ولی؟: حضرت لقمان حکیم کی حکمت وولایت تو مسلم ہے؛ تاہم بعض نے ان کی نبوت کا قول بھی کیا ہے؛ لیکن جمہور علما نے انھیں فقط مردِ دانا اور حکیم ہی

(۱) چراغِ حکمت، حصہ اوّل: ۹۔

تسلیم کیا ہے۔ اِس موقف کی تصدیق وتائید ایک روایت سے بھی ہوتی ہے جسے امام قرطبی نے اپنی 'جامع' میں ذکر کیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا :

لقمان نبی نہیں تھے، بلکہ وہ غور وفکر کے خوگر اور دولتِ یقین سے مالا مال بندے تھے۔ انھیں اللہ تعالی سے بے پناہ محبت تھی اور اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت فرماتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں حکمت کی نعمت عطا کر کے فرمایا: اگر تم پسند کرو تو تمھیں خلیفہ بنا دیا جائے تاکہ تم عدل وانصاف کو قائم کرو۔

انھوں نے عرض کی: میرے پروردگار! اگر تو مجھے اختیار دیتا ہے تو میں عافیت کو قبول کروں گا اور اس آزمائش سے بچوں گا، اور اگر منصب خلافت سنبھالنے کے متعلق قطعی حکم ہے تو میں دل وجان سے حاضر ہوں؛ کیوں کہ مجھے تیرے کرم پر اتنا بھروسہ ہے کہ تو مجھے غلطی سے بچائے گا۔(۱)

فرشتوں نے لقمان سے پوچھا (جب کہ وہ فرشتوں کی آواز سن رہے تھے اور ان کو دیکھ نہیں رہے تھے) اے لقمان! اس کی کیا وجہ ہے؟۔ انھوں نے فرمایا: حاکم کا کام سب سے زیادہ سخت اور مشکل ہوتا ہے، اس کو ہر طرف سے مظلوم گھیر لیتے ہیں، اگر وہ صحیح فیصلہ کرے تو نجات پالیتا ہے اور اگر وہ خطا کرے تو جنت کی راہ سے بھٹک جاتا ہے۔ اور جو شخص دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے اس کو دنیا ملتی ہے نہ آخرت۔

فرشتوں کو ان کا کلامِ ہدایت نظام سن کر بہت تعجب ہوا۔ اس کے بعد آپ پر نیند طاری ہوئی اور آپ کے اندر جامِ حکمت انڈیل دیا گیا، پھر جب بیدار ہوئے تو حکمت وبصیرت کے ساتھ کلام کر رہے تھے۔

اس کے بعد حضرت داؤد کو ندا کی گئی تو انھوں نے خلافت کو قبول کر لیا۔ اور لقمان کی

(۱) مسند دیلمی: رقم ۵۳۸۴۔

طرح کوئی شرط عائدنہیں کی۔سوانھوں نے کئی مرتبہ فیصلہ کرنے میں (اجتہادی) خطا کی اور ہر بار اللہ تعالیٰ نے ان سے درگزر فرمایا اوران کومعاف فرمادیا۔

حضرت لقمان حضرت داوٗد علیہ السلام کو اپنے علم وحکمت سے مشورے دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت داوٗد نے فرمایا: اے لقمان! تم کو مبارک ہو کہ تم حکمت سے نوازے گئے اور تم سے آزمایش دور کردی گئی۔لیکن داوٗد کو خلافت دی گئی اور ساتھ ہی آزمایش میں بھی مبتلا کردیا گیا۔(۱)

حضرت لقمان ایک ہزار سال زندہ رہے۔حضرت داوٗد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ پایا اور انھیں کے خرمن علم وحکمت سے خوشہ چینی کی۔ تاریخ مسعودی کے مطابق خلافت داوٗدی کے دسویں سال آپ کی ولادت ہوئی۔اور یونس بن متی کے عہد نبوت تک آپ نے اپنا فیض حکمت واَدب جاری رکھا۔تاہم قرآنِ حکیم میں ان کے عہد کی تحدید کے تعلق سے کوئی اِشارہ نہیں ملتا۔

بتایا جاتا ہے کہ حضرت داوٗد علیہ السلام کے اعلانِ نبوت سے پہلے آپ باضابطہ فتویٰ دیا کرتے تھے؛ لیکن جب حضرت داوٗد علیہ السلام منصب نبوت پر فائز ہوئے تو انھوں نے فتویٰ صادر کرنا بند کردیا۔

امام واقدی کی تحقیق کے مطابق حضرت لقمان بنی اسرائیل میں قاضی تھے۔حضرت سعید بن مسیّب نے فرمایا کہ حضرت لقمان مصر کے سیاہ فام حبشیوں میں سے تھے،جن کے ہونٹ موٹے موٹے تھے؛ لیکن اللہ کا ان پر بڑا کرم ہوا کہ اس نے انھیں زیورِ حکمت سے مزین کیا اور تاجِ نبوت سے عاری رکھا۔(۲)

عقائد، فقہ فی الدین اور عقل ودانش ہر کسوٹی پر یہی موقف درست اُترتا ہے کہ حضرت لقمان؛ حکیم وعبد صالح تھے۔اور اللہ تعالیٰ نے ان کو حکمت ومعرفت عطا کی تھی۔

(۱) تاریخ دمشق الکبیر:۶۲/۱۹ حدیث:۴۱۳۹......تفسیر ثعالبی:۳۱۹/۴۔
(۲) تفسیر ابن ابی حاتم: رقم ۱۷۵۳۰-۱۷۵۳۵۔

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ایک سیاہ فام شخص کو دیکھ کر فرمایا: اے شخص! تجھے اپنے سیاہ فام ہونے پر رنجیدہ نہیں ہونا چاہیے۔ اچھے اور صالح لوگوں میں سے تین اشخاص ایسے ہیں جن کا تعلق سیاہ فام علاقے سے تھا: حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت مِہجع رضی اللہ عنہ اور لقمانِ حکیم جو کہ نوبہ کے بڑے بڑے ہونٹوں والے سیاہ فام باشندے تھے۔(۱)

حضرت عمرو بن قیس کہتے ہیں کہ حضرت لقمان حکیم ایک مرتبہ بھری محفل میں وعظ کر رہے تھے کہ ایک چرواہا آپ سے کہنے لگا کہ کیا آپ فلاں فلاں جگہ میرے ساتھ بکریاں نہیں چرایا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، بات ایسی ہی ہے۔

پھر وہ پوچھنے لگا کہ آپ پھر اس مرتبہ پر کیسے پہنچ گئے؟۔ آپ نے جواب دیا کہ سچ بولنے اور لایعنی کلام سے اِحتراز کرنے کے سبب۔(۲)

اسی کے مثل ایک روایت یوں ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حکمت کے باعث حضرت لقمان کو بلند مقام عطا فرمایا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص جو پہلے سے آپ کو جانتا تھا، آپ سے کہنے لگا کہ کیا تم وہی غلام نہیں ہو جو کل تک بکریاں چرایا کرتے تھے؟۔

فرمایا: ہاں، میں وہی ہوں۔ اس نے پوچھا: پھر یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟۔

فرمایا: اللہ کے فضل وکرم، اَمانت کی اَدائیگی، راست گوئی اور لایعنی چیزوں کو ترک کرنے کے سبب۔(۳)

یہ تمام آثار صراحۃً یا اِشارۃً اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت لقمان نبی نہ تھے؛ کیوں کہ ان میں مذکور ہے کہ آپ غلام تھے اور غلام ہونا منصب نبوت پر فائز ہونے کے منافی ہے۔ انبیاے کرام علیہم السلام حسب ونسب اور خاندانی لحاظ سے سب سے اعلیٰ اور برتر ہوا کرتے ہیں۔

---

(۱) تفسیر طبری: ۲۱/ ۶۷..... تفسیر ابن کثیر: ۶/ ۳۳۴۔
(۲) تفسیر طبری: ۲۱/ ۶۸..... تفسیر ابن کثیر: ۶/ ۳۳۴۔ (۳) تفسیر ابن کثیر: ۶/ ۳۳۴۔

ایک شخص حضرت لقمان سے کہنے لگا کہ کیا تم بنی حسحاس کے غلام نہیں؟۔فرمایا: ہاں، واقعی ہوں۔اس نے پھر پوچھا کہ کیا تم چرواہے نہیں ہو؟ فرمایا: بات اسی طرح ہے۔ پھر پوچھنے لگا کہ کیا تم سیاہ فام نہیں؟ فرمایا کہ بظاہر ایسا ہی ہے لیکن یہ تو بتاؤ کہ تمھیں ان چیزوں پر تعجب کیوں ہورہا ہے؟۔

وہ شخص کہنے لگا کہ مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ آپ کے پاس ہر وقت لوگوں کا ایک ہجوم لگا رہتا ہے اور لوگ بڑی عقیدت اور شوق سے آپ کی باتیں سنتے ہیں۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا: اگر تم میری باتوں پر عمل کرو تو تم بھی میرے جیسے بن سکتے ہو۔سنو: نگاہ کو نیچا رکھنا، زبان کو قابو میں رکھنا، حلال کھانا کھانا، شرمگاہ کی حفاظت کرنا، سچ بولنا، وعدے پورے کرنا، مہمان کے ساتھ عزت سے پیش آنا، پڑوسی کا خیال رکھنا، اور لایعنی باتوں کو ترک کرنا میرا شیوہ ہے۔

بس یہی وہ باتیں ہیں جن کے باعث میں اس مقام پر پہنچا ہوں، ان باتوں پر عمل پیرا ہوکر تو دیکھو تم بھی اس مقام کے حامل ہوسکتے ہو!۔(۱)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ایک دن حضرت لقمان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ کسی اُمیر کبیر اور اعلیٰ خاندان سے تعلق نہیں رکھتے تھے، اور نہ ہی ان میں زیادہ دنیاوی خصوصیات پائی جاتی تھیں؛ بلکہ وہ سیدھے سادھے سنجیدہ اور خاموش طبع انسان تھے۔

اکثر غور وفکر میں مشغول رہتے، گہری نظر والے تھے، اور دن کو کبھی نہ سوتے تھے۔ نہ انھیں کبھی کسی نے تھوکتے دیکھا، نہ ناک صاف کرتے۔ نہ کسی نے انھیں پیشاب کرتے دیکھا اور نہ قضائے حاجت کرتے اور نہ ہی غسل کرتے۔ نہ وہ ہنستے اور نہ لہوولعب میں مصروف رہتے؛ جب ان کی زبان کھلتی تو حکمت کے پھول برساتی۔

اپنی اولاد کی وفات پر روئے تک نہیں گو ان سے ٹوٹ کر محبت کرتے تھے۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر: ۶/۳۳۴۔

بادشاہوں اور حکمرانوں کے پاس اس لیے جاتے تاکہ وہ غور وفکر کریں اور عبرت حاصل کریں۔بس یہی وہ خصوصیات ہیں جن کے باعث انھیں یہ اعلیٰ مقام نصیب ہوا۔(۱)

لیکن قرآن نے اِن تفصیلات کو غیر ضروری سمجھ کر نظر انداز کر دیا ہے۔فقط ان کے حکیمانہ پند وموعظت کے ذکر پر ہی اکتفا کیا ہے،تو میں سمجھتا ہوں ہمیں بھی اس لاحاصل بحث وتمحیص میں اُلجھ کر اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے،اور اصل مقصد وہدف کی طرف مائل بہ پرواز ہونا چاہیے۔

کتاب کے اخیر میں معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ اِرشاد ہدایت بنیاد بھی رقم کر دیے گئے ہیں کہ جس طرح آپ لوگوں کے پیغمبر ہیں اسی طرح آپ کی باتیں باتوں کی پیغمبر ہیں،اور بزرگوں کی باتیں تو باتوں کی بزرگ ہوا ہی کرتی ہیں۔اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو اور اپنے حبیب کے طفیل ہمیں نمونۂ اخلاق اور غازیِ کردار بنائے۔(۱)

حضرت لقمان حکیم کی سن ولادت ووفات کے تعلق سے تاریخ کوئی رہنمائی نہیں کرتی ،ہاں آپ کی قبر کے تعلق سے مختلف اقوال ہیں:کسی نے کہا کہ بحیرۂ طبریہ کے شرق میں آپ اور آپ کے بیٹے دونوں دفن ہیں۔بعضوں کے مطابق آپ کی قبر قبیلہ غامد کے محلّہ بلجرشی میں واقع ہے۔اور یہ بھی مشہور ہے کہ آپ مغارہ میں بیت اللحم کے اندر مدفون ہیں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی۔واللہ اعلم بالصواب۔(۲)

کچھ فرزندِ لقمان کی بابت

علامہ ابوالحسن علی بن محمد ماوردی (م ۴۵۰ھ) لکھتے ہیں کہ حکیم لقمان کے بیٹے کے متعلق تین قول ہیں :

(۱) درمنثور:۶/۵۱۷......تفسیر ابن کثیر:۶/۳۳۵۔
(۲) معجم البلدان،یاقوت حموی:۴/۱۹۔

۱: کلبی نے کہا کہ آپ کے بیٹے کا نام مشکم تھا۔

۲: نقاش کی تحقیق کے مطابق اس کا نام انعم تھا۔

۳: اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا نام بابان تھا۔(۱)

علامہ اسماعیل حقی (م۱۱۳۷ھ) رقم طراز ہیں کہ حکیم لقمان کا بیٹا اور اس کی بیوی دونوں کافر تھے۔ آپ ان دونوں کو مسلسل نصیحت کرتے رہے۔ (کہتے ہیں کہ جس طرح سینۂ چٹان پر مسلسل گرنے والا ایک قطرۂ آب اس میں سوراخ کر ڈالتا ہے اسی طرح) لقمان حکیم کی بیوی اور بیٹے بھی آپ کی نصیحتوں کے تیر سے گھائل ہو کر مسلمان ہو گئے۔

لیکن اس کے برعکس حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا اور ان کی بیوی دامن اسلام میں آباد نہیں ہو سکے۔ اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹیاں تو مسلمان ہو گئی تھیں لیکن ان کی بیوی مسلمان ہونے سے رہی۔ یہی قول مفسر عظیم علامہ آلوسی (م۱۲۷۰ھ) نے بھی حکیم لقمان کے بیٹے اور بیوی کے تعلق سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔(۲)

حضرت لقمان کا یہ بیٹا آپ کی کل کائنات تھا اور آپ اسے بہت عزیز رکھتے تھے، اور اس کے درخشندہ مستقبل کے خواہاں تھے؛ اس لیے آپ نے اسے اپنی قیمتی نصیحتوں سے نوازا کہ شاید یہ اس کے روشن مستقبل کی تعمیر میں خشت اوّل کا کام کر جائیں اور میرا یہ بیٹا انسان وانسانیت کے لیے عظیم کارنامہ انجام دے سکے۔

آپ کی باتوں میں کتنا وزن تھا اور آپ کی نصیحتیں کتنی جان دار تھیں اس کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ پروردگارِ عالم نے انھیں کتابِ حکمت قرآن مقدس کا اٹوٹ حصہ بنا دیا ہے، اور ہر مسلمان انھیں زیر تلاوت رکھتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں لقمانِ حکیم کی وہ نصیحتیں جو قرآن حکیم میں وارد ہوئی ہیں۔

(۱) النکت والعیون:۴/۳۳۳۔

(۲) روح البیان:۷/۹۴......روح المعانی:۲۱/۱۲۸۔بحوالہ تبیان القرآن:۹/۲۵۱۔

{قرآنِ حکیم سے}

لفظ 'حکمت' قرآن کریم میں متعدد معانی کے لیے استعمال ہوا ہے۔ مثلاً علم و دانش، عقل وخرد، حلم و بردباری، نبوت، اور اِصابت رائے وغیرہ۔ ابوحیان نے فرمایا کہ حکمت سے مراد وہ کلام ہے جس سے لوگ نصیحت حاصل کریں، اور ان کے دلوں میں مؤثر ہو اور جس کو لوگ محفوظ کر کے دوسروں تک پہنچائیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حکمت سے مراد عقل وفہم اور ذہانت ہے۔ جب کہ بعض حضرات کے مطابق علم کے مطابق عمل کرنا حکمت ہے۔ اور درحقیقت ان میں کوئی تضاد نہیں، یہ سبھی چیزیں حکمت میں داخل ہیں۔

حضرت لقمان حکیم کی عظمت وفضیلت کے لیے یہی بس ہے کہ قرآن کریم کی پوری ایک سورت ہی اُن کے نام معنون ہے۔ اس سورۂ پاک کی خصوصیت یہ ہے کہ تعلیماتِ اِسلامی کا اِعلان ایک مردِ دانا لقمان سے کرایا جارہا ہے جو 'نوبہ' کے گمنام اور پسماندہ علاقے کے باشندے ہیں اور جن کی رنگت حبشیوں کی طرح سیاہ ہے۔

لقمان حکیم بڑے پیارے انداز میں اپنے لختِ جگر کو نصیحت کرتے ہوئے سنائی دیتے ہیں۔ اس میں حکمت' اس حقیقت کو آشکارا کرنا ہے کہ ان محاسن سے جو بھی اپنے آپ کو آراستہ کرلے وہ ساری اِنسانیت کی نگاہوں میں محترم ہو جاتا ہے۔ ساری قومیں اس کا ذکر بڑی عزت سے کرتی ہیں اور اس کی حکمت آموز باتوں کو اپنے دلوں میں جگہ دیتی ہیں۔

عقائد صحیحہ کا نور، اور اعمالِ صالحہ کا حسن اور سیرت کی دل کشی' کالے حبشی کو بھی سب کا محبوب بنادیتی ہے۔ جسمانی حسن سے سیرت کا جمال کہیں دل کش ہوتا ہے۔ اس کی برکت سے بھدے نقوش اور کالی رنگت پر بھی ایک ایسا روپ آجاتا ہے کہ بڑے بڑے حسینانِ عالم مبہوت ہوکر رہ جاتے ہیں۔ انسان کو انسانِ کامل بنانے کے لیے جن تعلیمات

کی ضرورت تھی وہ دل نشیں اُسلوب میں حضرت لقمان کی زبان سے کہلوا دی گئیں، اور انھیں 'مِنْ عَزْمِ الاُمُورِ' فرما کران کی اہمیت کا اِظہار کر دیا گیا۔(۱)

حضرت لقمانِ حکیم کے جب لب کھلتے تو حکمت وبصیرت اور عبرت وموعظت کے پھول جھڑتے، اوران کا کلام دلوں میں تاثیر کا تیر بن کر اُتر جایا کرتا تھا۔ یہاں بہترین وصف کے ساتھ ان کا ذکر ہورہا ہے کہ انھوں نے نہایت قیمتی مواعظ سے اپنے بیٹے کے دامن کو بھر دیا اور ظاہر ہے کہ اولاد انسان کو سب سے زیادہ عزیز ومحبوب ہوتی ہے اور اسی کے ساتھ سب سے زیادہ دلی تعلق ہوتا ہے؛ اس لیے وہی اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ اس کا باپ اسے سب سے زیادہ مفید اور انمول چیز عطا کرے۔

حضرت لقمان کے بحر حکمت کے چند سچے موتی قرآن کریم سے قارئین کی خدمت میں پیش کیے جارہے ہیں، ارشاد ہوتا ہے :

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ٥ (سورۂ لقمان:۱۳/۳۱)

اور (یاد کیجیے) جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: اے میرے فرزند! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

حضرت لقمان نے اپنے فرزند دل بند کو سب سے پہلے جو نصیحت کی وہ یہ ہے کہ شرک سے بڑا اور کوئی ظلم نہیں، اسے چاہیے کہ ہر حالت میں اپنے دامن کو شرک کی آلودگی سے پاک رکھے۔ لقمان' حکیم ہیں، انھوں نے اپنے حکیمانہ کلام سے صرف اپنے بیٹے کو ہی نوازا نہیں ہوگا بلکہ عام لوگوں کو بھی اپنے دل نواز پند ونصائح سے سرفراز کیا ہوگا؛ لیکن قرآن کریم میں ان کے صرف وہ حکیمانہ اَقوال ذکر کیے گئے ہیں جو انھوں نے بطورِ خاص اپنے بیٹے کو فرمائے۔

(۱) تفسیر ضیاء القرآن، پیر کرم شاہ ازہری: جلد سوم، صفحہ ۲۰۰۳۔

مقصد یہ بھی ہے کہ دوسروں کے ساتھ تو معاملے کی بنیاد ریاکاری، تصنع اور فریب دہی ہو سکتی ہے؛ لیکن ایک باپ جب اپنے بیٹے کو نصیحت کرتا ہے تو اس میں سراسر سچائی اور اخلاصِ محض ہی ہوتا ہے۔ وہاں غلط بیانی اور عیاری کا اِمکان تک نہیں ہوتا!۔

چند آیتوں کے بعد حضرت لقمان کی مزید وصیتیں اور حکمت بھری باتیں بیان ہو رہی ہیں تا کہ لوگ انھیں اپنے لیے مشعل راہ بنائیں اور ان کی پیروی کریں۔ ارشاد ہوا :

یٰبُنَیَّ إِنَّھَا إِن تَکُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُن فِیْ صَخْرَةٍ أَوْ فِیْ السَّمٰوَاتِ أَوْ فِیْ الْأَرْضِ یَأْتِ بِھَا اللّٰہُ إِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ o

(سورۂ لقمان: ۳۱/۱۷)

(لقمان نے کہا:) اے میرے فرزند! اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو، پھر خواہ وہ کسی چٹان میں (چھپی) ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں (تب بھی) اللہ اسے (روزِ قیامت حساب کے لیے) موجود کر دے گا۔ بیشک اللہ باریک بین (بھی) ہے، آگاہ و خبردار (بھی) ہے۔

حضرت لقمانِ حکیم نے سب سے پہلے اپنے بیٹے کو شرک سے باز رہنے کا حکم دیا۔ اب وہ اسے اللہ تعالیٰ کے علم محیط اور قدرتِ کاملہ کا درس دے رہے ہیں۔ رائی کے دانے کی کیا حقیقت ہے، سامنے رکھا ہو، دن کی روشنی ہو، پھر بھی وہ قریب سے ہی نظر آتا ہے؛ لیکن اتنی باریک چیز اگر پتھر کی کسی چٹان میں مستور ہو یا کوئی ذرّہ زمین کی وسعتوں اور آسمان کی پنہائیوں میں گم ہو جائے تو کون انسان ایسا ہے یا کون سا آلہ ہے جس کی مدد سے اس ذرّہ کا سراغ لگایا جا سکے۔ ہمارے لیے بیشک یہ ازحد مشکل کام ہے؛ مگر اتنی چھوٹی چیز کہیں بھی ہو، اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ دانہ بہت باریک ہوتا ہے اور انسان اس کا وزن محسوس نہیں کر سکتا اور وہ ترازو کے پلڑے کو جھکا نہیں سکتا، اس کے باوجود اگر انسان کا رزق رائی کے دانے کے برابر ہو اور وہ آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں چھپا ہو پھر بھی اللہ تعالیٰ اس رزق کو

اس بندے تک پہنچا دے گا جس کا وہ رزق ہے؛ اس لیے بندے کو اپنے رزق کی تلاش میں سرگرداں ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل نہیں ہونا چاہیے بلکہ پہلے اللہ تعالیٰ کے فرائض وواجبات اَدا کرے اور پھر حصولِ رزق اور کسب معاش کے لیے جدوجہد کرے، جیسا کہ سورۂ جمعہ میں ارشاد ہوا :

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِي الاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوْا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ o (سورۂ جمعہ:۶۲/۱۰)

پھر جب نماز پڑھ لی جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور (کاروبار میں) اللہ کا فضل تلاش کرو۔ اور اللہ کا ذکر بکثرت کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیت کا دوسرا مفاد یہ ہے کہ رائی کے دانہ برابر وزنی کوئی ظلم، زیادتی یا گناہ ہو تو اسے بھی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس وقت لا حاضر کرے گا خواہ وہ عمل اس نے کسی پہاڑ کے غار میں چھپ کر کیے ہوں یا کسی زمین دوز تہ خانے میں، یا کسی کھلی جگہ پر، اللہ کے علم سے اس کا کوئی عمل پوشیدہ نہیں ہے۔ جب عدل وانصاف کے ترازو نصب کیے جائیں گے اور اچھے برے اعمال کی جزا دی جائے گی۔ تمام اشیا خواہ وہ کتنی ہی باریک، لطیف اور معمولی کیوں نہ ہوں، اس پاک پروردگار سے اوجھل نہیں، وہ تو سخت اندھیری رات میں چیونٹی کے رینگنے سے بھی پوری طرح باخبر ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَّرَهٗ ، وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَراً يَّرَهٗ o (سورۂ جمعہ:۹۹/۸-۷)

سو جس نے ایک ذرّہ کے برابر (بھی) نیکی کی وہ اس (کی جزا) کو دیکھ لے گا۔
اور جس نے ایک ذرّہ کے برابر (بھی) برائی کی وہ اس (کی سزا) کو دیکھ لے گا۔

اس کی تائید مشہور حدیث قدسی سے بھی ہو جاتی ہے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

يـا عبـادي! إن كـنتـم تـعتـقـدون أني لا أراكم فالخلل فی

إيمانكم، وإن كنتم تعتقدون أني أراكم فلِمَ جعلتموني أهونَ الناظرين إليكم ؟.

یعنی اے میرے بندو! اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ میں تمہیں نہیں دیکھ رہا ہوں تو یہ تمہارے ایمان کا خلل ہے۔ اور اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں تو تم نے مجھے اپنی برائیوں کو دیکھنے کا موقع کیوں دیا؟۔(۱)

بعض کتب میں آیا ہے کہ حضرت لقمان کے یہی وہ آخری کلمات ہیں جو انھوں نے کہے، پھر ان کے ہیبت وجلال کی وجہ سے ان کا پتہ پھٹ گیا اور راہی ملک بقا ہو گئے۔(۲)

يٰبُنَيَّ أَقِمِ الصَّلٰوةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ٥ (سورۂ لقمان:۳۱/۱۷)

اے میرے فرزند! تو نماز قائم رکھ اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کر اور جو تکلیف تجھے پہنچے اس پر صبر کر، بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔

یعنی اے میرے لخت جگر! نماز کو صحیح صحیح اَدا کرو، اور اس کی حدود، شرائط، فرائض اور اوقات کی پابندی کرو، مقدور بھر نیکی کا حکم دو، اور برائی سے منع کرو اور مصائب پر صبر کرو۔

اسی طرح ان لوگوں کو جو نیکی سے کوسوں دور ہیں، تقویٰ اور پارسائی کی راہ سے عمر بھر گریزاں ہیں، ان کے دلوں میں نیکی کی اُلفت پیدا کرنا، انھیں طغیان وعصیاں کی زندگی سے باز رہنے کا حکم دینا ہر کس وناکس کے بس کا روگ نہیں!۔

اس کارِاہم میں طعن وتشنیع کے تیروں سے گھائل ہونا پڑتا ہے۔ مالی خساروں اور جسمانی اذیتوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اور کبھی کبھی تو جان کی بازی تک لگا دینی پڑتی ہے۔

یہ مرحلہ بھی صبر اور استقامت کے بغیر طے نہیں ہوسکتا۔ اس لیے حضرت لقمان اپنے فرزند ارجمند کو تکمیل ذات اور اصلاحِ معاشرہ کی ذمہ داری قبول کرنے کے بعد صبر کا دامن

(۱) تفسیر شعراوی:۱/۴۲۷۔ (۲) تفسیر بغوی:۵/۱۸۰، بحوالہ تفسیر مظہری:۷/۳۷۸۔

مضبوطی سے پکڑنے کی تلقین فرمارہے ہیں۔ یہ راہ بڑی جاں گداز اور کٹھن ہے۔ مردانِ پاکباز ہی اس پر گامزن ہو سکتے ہیں۔

وَلا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلا تَمْشِ فِیْ الْأَرْضِ مَرَحاً إِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ o (سورۃ لقمان:۱۸/۳۱)

اور لوگوں سے (غرور کے ساتھ) اپنا رخ نہ پھیر، اور زمین پر اکڑ کر مت چل، بیشک اللہ ہر متکبر، اِترا کر چلنے والے کو ناپسند فرماتا ہے۔

یعنی گفتگو کرتے وقت از راہِ نخوت وغرور لوگوں سے اپنا چہرہ نہ پھیر لیا کرو بلکہ نرمی اور خندہ پیشانی سے پیش آیا کرو جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: 'تمہارا اپنے بھائی کے ساتھ کشادہ روئی اور خندہ پیشانی سے ملاقات کرنا بھی نیکی ہے'۔ نیز تہبند کو ٹخنے سے نیچا نہ کرو؛ کیوں کہ یہ تکبر ہے اور تکبر' اللہ کو بالکل ہی پسند نہیں!۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تکبر کا ذکر ہوا تو آپ نے اس کی سخت مذمت کرتے ہوئے فرمایا: 'اللہ تعالیٰ ہر خود پسند اور متکبر کو پسند نہیں کرتا'۔

اس پر ایک صحابی نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے کپڑے دھوتا ہوں تو مجھے ان کی صفائی اور سفیدی بھلی لگتی ہے، اسی طرح مجھے اپنے جوتے کا تسمہ اور اپنے کوڑے کا غلاف بہت اچھا لگتا ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'تکبر اس چیز کا نام نہیں، تکبر تو یہ ہے کہ تو حق کی بے حرمتی کرے اور لوگوں کو حقیر خیال کرے۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ بلاضرورت انسان اپنے نفس کو ذلت میں نہ ڈالے اور اپنی عزتِ نفس مجروح نہ کرے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے نفس کی تحقیر نہ کرے۔

صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم میں سے کوئی شخص اپنے نفس کی تحقیر کیسے کرے

گا؟۔فرمایا: وہ یہ جانتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس نے ایک بات کہنی ہے، پھر وہ اس بات کو نہ کہے۔اللہ تعالیٰ عرصہ قیامت میں اس سے فرمائے گا: تم کو میرے متعلق فلاں فلاں بات کہنے سے کس نے منع کیا؟ وہ کہے گا: اے پروردگار! لوگوں کے خوف نے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں اس بات کا زیادہ مستحق تھا کہ تم مجھ سے ڈرتے۔(۱)

نیز ایک دوسری روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو ذلیل نہ کرے۔

صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ اپنے نفس کو کیسے ذلیل کرے گا؟۔فرمایا: وہ ایسی آزمایش کے درپے ہو جس کی طاقت نہ رکھتا ہو۔(۲)

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ o (سورۂ لقمان:۳۱/۱۹)

اور اپنے چلنے میں میانہ روی اختیار کر، اور اپنی آواز کو کچھ پست رکھا کر، بیشک سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

یعنی اپنی رفتار میں میانہ روی اِختیار کرو، نہ بالکل سست چلو اور نہ بہت زیادہ تیز بلکہ اِعتدال کے ساتھ۔اس کے بعد گفتار کا اَدب سکھاتے ہوئے فرمایا کہ کلام میں مبالغہ نہ کیا کرو، اور نہ اونچی آواز سے بے فائدہ گفتگو کیا کرو؛ کیوں کہ سب سے زیادہ بھیانک اور وحشت انگیز آواز گدھے کی ہے۔(۳)

ابن عائذ الازدی غضیف بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور عبداللہ بن عبید بن عمیر بیت المقدس گئے اور وہاں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کے

(۱) سنن ابن ماجہ، حدیث:۴۰۰۸......مسند احمد بن حنبل:۳/۳۰۔
(۲) سنن ترمذی، حدیث:۲۲۵۴......العلل، حدیث:۲۴۲۸۔
(۳) تفسیر ابن کثیر:۶/۳۳۵ تا ۳۴۰۔

پاس جا کر بیٹھ گئے۔ وہ ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے :

جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے اے ابن آدم! تجھے کس چیز نے مجھ سے دھوکے میں رکھا۔ کیا تو نہیں جانتا تھا کہ میں تنہائی کا گھر ہوں! کیا تو نہیں جانتا تھا کہ میں اندھیروں کا گھر ہوں!! کیا تو نہیں جانتا تھا کہ میں برحق گھر ہوں!!!

اے ابن آدم! تجھے کس چیز نے مجھ سے غفلت میں رکھا! تو مجھ پر فداد کی طرح چلا کرتا تھا۔

ابن عائذ نے کہا کہ میں نے غضیف سے پوچھا: اے ابوسما! فداد کیا چیز ہے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ اے میرے بھتیجے! جس طرح تم کبھی کبھی چلتے ہو یہ فداد کی طرح چلنا ہے۔

ابوعبید نے کہا کہ فداد اس کو کہتے ہیں جو بہت مال دار اور بہت تکبر کرنے والا ہو۔(۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے کپڑے کو از راہِ تکبر (ٹخنوں سے نیچے) لٹکایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کبھی کبھی میرے تہبند کا ایک پلڑا (ٹخنوں سے نیچے) لٹک جاتا ہے سوا اس کے کہ میں اس کا خیال رکھو۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تم ایسے لوگوں میں سے نہیں ہو جو از راہِ تکبر ایسا کرتے ہیں۔(۲)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں بھی ان نصیحتوں کو رنگ عمل دینے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

---

(۱) تفسیر قرطبی: ۱۴/۶۶۔

(۲) صحیح بخاری، حدیث: ۳۶۶۵......مسند احمد، حدیث: ۴۸۸۴۔

{زبانِ رسالت سے}

یہ تو حضرت لقمان حکیم کی وہ نفع بخش اور سچی وصیتیں تھیں جو قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں، ان کے علاوہ اور بھی متعدد مواعظ اور حکیمانہ وناصحانہ اقوال' احادیث وآثار میں اُن سے منقولہ ملتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا :

اتـخـذوا السودان فإن ثلاثة منهم من سادات أهل الجنة: لقمان الحكيم، والنجاشي، وبلال المؤذن . (۱)

یعنی حبشیوں کا خیال رکھو؛ کیوں کہ ان میں سے تین اہل جنت کے سرداروں میں سے ہیں: لقمان حکیم ، نجاشی ، اور بلال مؤذن۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: لقمان حکیم کہا کرتے تھے :

إن الله إذا استُودِعَ شيئا حفظه . (۲)

یعنی جب اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز سونپ دی جائے تو وہ اُس کی حفاظت کرتا ہے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا :

يا بني! إياك والتقنع فإنه مخوفة بالليل، مذمة بالنهار .

یعنی اے میرے بیٹے! ڈھاٹا باندھنے سے اجتناب کرو؛ کیوں کہ یہ رات کو خوف زدہ کرنے والی اور دن کو مذمت والی چیز ہے۔

(۱) معجم کبیر طبرانی: ۱۹۸/۱۱...... مجمع الزوائد: ۲۳۶/۴۔
(۲) مسند احمد بن حنبل: ۸۷/۲۔ (۳) مستدرک حاکم: ۴۱۱/۲۔

چھوٹی مصیبت نے بڑی مصیبت سے بچالیا

حضرت سعید بن مسیّب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: نورِ نگاہ! جب بھی تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو تو اسے اپنے حق میں بہتر جان، اور یہ بات دِل میں بٹھالے کہ تیرے لیے اسی میں بھلائی ہے؛ اگر چہ بظاہر وہ مصیبت ہی نظر آ رہی ہو؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ تیرے حق میں بہتر ہوگی۔

یہ سن کر بیٹا کہنے لگا: پدر بزرگوار! جو کچھ آپ نے فرمایا میں نے اس کو سن لیا اور اس کا مطلب بھی سمجھ گیا؛ لیکن یہ بات میرے بس میں نہیں کہ میں ہر مصیبت کو اپنے لیے بہتر سمجھوں، میرا یقین ابھی اتنا پختہ نہیں ہوا ہے!۔

جب حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کی یہ بات سنی تو فرمایا: پسرِ عزیز! اللہ تعالیٰ نے دنیا میں وقتاً فوقتاً انبیاے کرام مبعوث فرمائے، ہمارے زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ نے پیغمبر مبعوث فرمایا ہے، آؤ، ہم اس پیغمبر علیہ السلام کی صحبت بابرکت سے فیضیاب ہونے چلتے ہیں۔ ان کی باتیں سن کر تیرے یقین کو تقویت ہوگی۔ بیٹا بارگاہِ نبوت میں حاضر ہونے کے لیے تیار ہو گیا۔

چنانچہ ان دونوں نے اپنا سامانِ سفر تیار کیا، اور خچروں پر سوار ہو کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ کئی دن رات انھوں نے سفر جاری رکھا، راستے میں ایک ویران جنگل آیا، وہ اپنے سامان سمیت جنگل میں داخل ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے ان کو جتنی ہمت دی، اتنا انھوں نے جنگل میں سفر کیا، پھر دوپہر ہو گئی، گرمی زوروں پر تھی، گرم ہوائیں چل رہی تھیں، دریں اثنا ان کا پانی اور کھانا وغیرہ بھی ختم ہو گیا، خچر بھی تھک چکے تھے، پیاس کی شدت سے وہ بھی ہانپنے لگے۔

یہ دیکھ کر حضرت لقمان اور آپ کا بیٹا خچروں سے نیچے اُتر آئے، اور پیدل ہی چلنے

لگے۔ چلتے چلتے حضرت لقمان کو بہت دور ایک سایہ اور دھواں سا نظر آیا۔ آپ نے گمان کیا کہ وہاں شاید کوئی آبادی ہے، اور یہ کسی درخت وغیرہ کا سایہ ہے؛ چنانچہ آپ اسی طرف چلنے لگے۔

راستے میں آپ کے بیٹے کو ٹھوکر لگی اور اس کے پاؤں میں ایک ہڈی اس طرح گھسی کہ پاؤں کے تلوے سے پار ہو کر ظاہر قدم تک نکل آئی، شدت تکلیف سے وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ آپ نے اسے اپنے سینے سے چمٹا لیا، پھر اپنے دانتوں سے ہڈی نکالنے لگے۔ کافی مشقت کے بعد بالآخر وہ ہڈی نکل گئی۔

بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر آپ' شفقت پدرانہ کی وجہ سے رونے لگے۔ آپ نے اپنے عمامے سے کچھ کپڑا پھاڑا اور اسے زخم پر باندھ دیا۔ حضرت لقمان کی آنکھوں سے بہنے والے آنسو جب بیٹے کے رخسار پر گرے تو اسے ہوش آ گیا۔

جب اس نے باپ کو روتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا: بابا جان! آپ تو مجھ سے فرما رہے تھے کہ ہر مصیبت میں بھلائی ہے؛ لیکن اب میری اس مصیبت کو دیکھ کر آپ رونے کیوں لگے؟، اور یہ مصیبت میرے حق میں بہتر کس طرح ہو سکتی ہے؟۔ حالاں کہ ہمارے کھانے پینے کی تمام اشیا ختم ہو چکیں اور ہم یہاں اس ویران جنگل میں تنہا رہ گئے۔ اگر آپ مجھے یہیں چھوڑ کر چلے جائیں گے تو آپ کو میرا اس مصیبت کی وجہ سے بہت رنج وغم لاحق رہے گا، اور اگر آپ یہیں میرے ساتھ رہیں گے تو ہم دونوں یہاں اس ویرانے میں بھوکے پیاسے مر جائیں گے۔ اب آپ خود ہی بتائیں کہ اس مصیبت میں میرے لیے کیا بہتری ہے؟۔

بیٹے کی یہ باتیں سن کر حضرت لقمان نے فرمایا: لخت جگر! میرا رونا اس وجہ سے تھا کہ میں ایک باپ ہوں اور ہر باپ کا اپنی اولاد کے دکھ درد کی وجہ سے غمگین ہو جانا ایک فطری عمل ہے، باقی رہی یہ بات کہ اس مصیبت میں تمہارے لیے کیا بھلائی ہے، تو ہو سکتا

ہے کہ اس چھوٹی مصیبت میں تجھے مبتلا کر کے تجھ سے کوئی بہت بڑی مصیبت دور کر دی گئی ہو، اور یہ مصیبت اس مصیبت کے مقابلے میں چھوٹی ہو جو تجھ سے دور کر دی گئی ہے۔ یہ سن کر بیٹا خاموش ہو گیا۔

پھر جب حضرت لقمان نے سامنے نظر کی تو اب وہاں نہ تو دھواں تھا اور نہ ہی سایہ وغیرہ۔ آپ دل میں کہنے لگے: میں نے ابھی تو اس طرف دھواں اور سایہ دیکھا تھا؛ لیکن اب وہ کہاں غائب ہو گیا؟، ہوسکتا ہے کہ ہمارے پروردگار نے ہماری مدد کے لیے کسی کو بھیجا ہو۔ ابھی آپ اسی سوچ بچار میں تھے کہ ایک شخص دور سے آتا نظر آیا جو سفید لباس زیب تن کیے، سفید عمامہ سر پر سجائے، چتکبرے گھوڑے پر سوار آپ کی طرف بڑی تیزی سے بڑھا چلا آ رہا ہے۔

آپ اس سوار کو اپنی طرف آتا دیکھتے رہے؛ یہاں تک کہ وہ آپ کے بالکل قریب ہو گیا، پھر وہ سوار اچانک نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ پھر ایک آواز سنائی دی: کیا تم ہی لقمان ہو؟۔

عرض کی: جی ہاں! میں ہی لقمان ہوں۔

پھر آواز آئی: کیا تم حکیم ہو؟۔

کہا: ہاں، مجھے ہی حکیم کہتے ہیں۔

پھر آواز آئی: تمہارے اس ناسمجھ بیٹے نے تم سے کیا کہا ہے؟۔

حضرت لقمان حکیم نے فرمایا: اے اللہ کے بندے! تو کون ہے؟ ہمیں صرف تیری آواز سنائی دے رہی ہے اور تو خود نظر نہیں آ رہا؟۔

پھر آواز آئی: میں جبرئیل ہوں اور مجھے صرف انبیاے کرام اور مقرب فرشتے ہی دیکھ سکتے ہیں، اس وجہ سے میں تجھے نظر نہیں آ رہا ہوں۔ سنو! میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فلاں شہر اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو زمین میں دھنسا دوں۔

جب مجھے معلوم ہوا کہ تم دونوں بھی اس شہر ہی کی طرف بڑھ رہے ہو، تو میں نے اپنے پاک پروردگار سے دعا کی کہ وہ تمہیں اس شہر میں جانے سے روک دے؛ لہٰذا اس نے تمہیں اس آزمائش میں ڈال دیا اور تمہارے بیٹے کے پاؤں میں ہڈی چبھ گئی، اس طرح تم اس چھوٹی مصیبت کی وجہ سے ایک بہت بڑی مصیبت یعنی زمین میں دھنسنے سے بال بال بچ گئے۔

پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اس زخمی لڑکے کے پاؤں پر پھیرا تو اس کا زخم فوراً ٹھیک ہوگیا۔ برتن پر ہاتھ پھیرا جس میں پانی بالکل ختم ہو چکا تھا تو وہ پانی سے لبریز ہوگیا۔ اور کھانے کے برتن پر ہاتھ پھیرا تو وہ بھی کھانے سے بھر گیا۔

پھر حضرت جبرئیل نے لقمان حکیم، ان کے بیٹے اور سواریوں کو سامان سمیت اوپر اُٹھا دیا۔ پھر کیا تھا! کچھ ہی دیر میں حضرت لقمان اپنے بیٹے اور سارے ساز و سامان سمیت اپنے گھر میں موجود تھے؛ حالاں کہ آپ کا گھر اس جنگل سے کئی دنوں کی مسافت پر تھا۔(۱)

خاموشی دانائی ہے

لقمان حکیم ایک مرتبہ چند روز تک روزانہ حضرت داؤد علیہ السلام کی مجلس میں تشریف لاتے رہے، اور حضرت داؤد علیہ السلام اس عرصہ میں ایک زِرہ تیار فرماتے رہتے۔ لقمان حکیم نے کئی بار چاہا کہ پوچھوں یہ کیا چیز بنا رہے ہیں لیکن خاموش رہ جاتے؛ یہاں تک کہ زِرہ تیار ہوگئی۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے وہ زِرہ بکتر زیب تن فرما کر کہا: اے لقمان! جنگ کے لیے یہ کتنا عمدہ لباس ہے۔ لقمان حکیم نے پہچان لیا کہ یہی وہ چیز ہے جس کی دریافت

(۱) عیون الحکایات ابن الجوزی: ۱/۱۷۵، ۱۷۷۔

کرنے کے واسطے کئی بار اِرادہ کیا،لیکن خاموش رہنا ہی اچھا سمجھا،اور بالآخر ایک تاریخی جملہ فرمایا کہ: ’خاموشی کا دوسرا نام دانائی ہے‘۔(۱)

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے ایک مرتبہ عرض کی: اے داؤد! میں پانچ حکمتوں پر آپ کو مطلع کررہا ہوں، جو علم الاوّلین والآخرین کو محیط ہیں :

اوّل: دنیا کے لیے اُتنا ہی کام کریں جس قدر آپ کو یہاں رہنا ہے۔

دوم: آخرت کے لیے اس قدر عمل کا ذخیرہ اِکٹھا فرمالیں جتنا آپ کو وہاں قیام کرنا ہے۔

سوم: اپنے پروردگار کی اتنی طاعت و بندگی کریں جتنی آپ کی اس سے اُمیدیں وابستہ ہیں۔

چہارم: معاصی پر اتنی ہی جرأت دکھائیں جس قدر آتش جہنم برداشت کرنے کی سکت ہو۔

پنجم: جب اپنے مولا کی معصیت کے لیے نفس ورغلائے تو کسی ایسے جگہ کا انتخاب کریں جہاں سے پروردگار آپ کو دیکھ نہ رہا ہو۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ لقمانِ حکیم نے چار سو حکیمانہ اَقوال جمع کیے تھے؛ لیکن ان میں سے صرف چار کو اختیار کیا تھا۔ان میں سے دو یہ تھے کہ انھیں ہمیشہ یاد رکھا جائے کبھی بھی فراموش نہ کیا جائے۔(۱) ذکرِالٰہی (۲) موت۔

اور دو ایسے تھے کہ جنھیں بھلا دیا جائے کبھی یاد نہ رکھا جائے۔(۱) لوگوں کے ساتھ کی ہوئی بھلائی (۲) اور لوگوں کی اپنے ساتھ ہوئی برائی۔

دانائی کی تحصیل نادانوں سے

بیان کیا جاتا ہے،کسی نے معلمِ اخلاق مردِ دانا حکیم لقمان سے پوچھا کہ آپ نے

(۱) مستدرک حاکم:۸/۲۴۵رقم:۳۵۴۱......شعب الایمان بیہقی:۱۱/۲۲،رقم:۴۶۱۶۔

دانائی کی یہ باتیں کیسے حاصل کیں۔لقمان نے جواب دیا: نادانوں سے۔وہ اس طرح کہ جب وہ کوئی حماقت کرتے ہیں تو میں ان کے انجام سے عبرت حاصل کرتا ہوں اور ویسی برائی کبھی نہیں کرتا۔کسی نے اسی مفہوم کوشعر میں یوں اَدا کیا ہے۔

جو دانا ہیں وہ کرتے ہیں سبق ہر بات سے حاصل
ہنسی کی بات بھی ان کے لیےاک درس عبرت ہے
مگر حکمت کی سو باتیں بھی ناداں کے لیے مہمل
کہ اس کے خانۂ دل میں حماقت ہی حماقت ہے

وضاحت: حضرت سعدی نے اس حکایت میں غوروفکر کی برکتوں کی طرف اِشارہ کیا ہے کہ جو شخص دنیا اور کارِ دنیا کو محض کھیل تماشا نہیں سمجھتا، وہ ہر بات توجہ سے سنتا اور معاملے پر پوری طرح غوروخوض کرتا ہے، اس کا ذہن نورِ معرفت سے دمک اٹھتا ہے۔اس کے مقابلے میں بے پرواشخص واضح سچائیوں سے بھی فائدہ حاصل نہیں کرتا۔(۱)

خیروشر کا پیمانہ

حضرت خالدربعی کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت لقمان حکیم کے آقا نے انھیں کہا کہ ایک بکری ذبح کرواوراس کے دونفیس ترین ٹکڑے میرے پاس لاؤ۔

چنانچہ انھوں نے بکری ذبح کی اور زبان اور دل نکال کر لے آئے۔پھر کچھ عرصہ کے بعد آقا نے حکم دیا کہ ایک بکری ذبح کرواوراس میں سے دوخبیث ترین ٹکڑے نکال کر میرے پاس لے آؤ۔انھوں نے بکری ذبح کی اور زبان اور دل نکال کر پیش کردیے۔

آقا بہت حیران ہوا، اور پوچھنے لگا کہ جب میں نے گوشت کے دو بہترین ٹکڑے لانے کے لیے کہا تو بھی تم یہ دونوں اعضا لے آئے اور جب میں نے بدترین ٹکڑے لانے

(۱) مثنوی مولانا روم علیہ الرحمہ۔

کوکہا تو بھی تم یہی اعضا لے آئے، یہ کیا معاملہ ہے؟۔

حضرت لقمان نے جواب دیا کہ جب یہ دونوں پاکیزہ بن جائیں تو ان سے بڑھ کر پاکیزہ چیز کوئی نہیں، اور جب یہ خبیث ہو جائیں تو ان سے بڑھ کر بری کوئی چیز نہیں!۔(۱)

اِحسان شناسی ہوتو ایسی!

معارف مثنوی نامی کتاب میں درج ہے کہ حکیم لقمان کے ایک امیر دوست نے کہیں سے تربوز منگوائے۔ وہ حکیم لقمان کو بہت پسند کرتا تھا؛ اس لیے اس نے حکیم لقمان کو بلایا اور تربوز کی قاشیں کھلانی شروع کر دیں۔ حکیم لقمان بڑے مزے سے وہ کھاتے رہے اور شکریہ اَدا کرتے رہے۔ جب ایک حصہ تربوز رہ گیا تو اس امیر آدمی نے کہا کہ اب میں بھی تو کھا کر دیکھوں کہ یہ کتنا میٹھا ہے جو آپ بہت خوش ہوکر کھا رہے ہیں۔

جب اس نے تربوز کھایا تو وہ انتہائی کڑوا تھا اور کھانا تقریباً ناممکن تھا، اس نے حیرت سے پوچھا کہ اے لقمان آپ یہ کیسے کھا رہے تھے؟۔

انھوں نے جواب دیا: اے دوست! آپ کے ہاتھوں سے سینکڑوں اچھی چیزیں پائی ہیں جن کے شکرانہ سے میری کمر جھکی ہوئی ہے۔ مجھے شرم آئی کہ وہ ہاتھ جو مجھے بہت اچھی چیزیں عنایت کر چکا ہے اگر اس سے ایک دن کوئی کڑوی چیز ملے تو میں اس سے اِنکار کر دوں۔

اے دوست! اس بات کے لطف نے کہ یہ تربوز آپ کے ہاتھوں سے آیا ہے اس نے اس کی کڑواہٹ کو مٹھاس میں بدل دیا ہے۔

اس حکایت سے یہ سبق بھی سیکھا جا سکتا ہے کہ اللہ نے انسان پر بیشمار نعمتیں نازل کی ہیں؛ چنانچہ اگر انسان کو کچھ تکلیف ملے تو وہ فوراً ناشکرا بن کر شکایت کرنے نہ بیٹھ جائے۔

(۱) تفسیر قرطبی:۲۱۸/۱۴۔ (۲) معارفِ مثنوی مولانا روم:۲۲۰۔

دعاے لقمانی

حضرت لقمان حکیم دعا کیا کرتے تھے کہ اے پروردگار! ایسے لاپرواہوں کو میرا دوست نہ بنا کہ تیرے ذکر کے وقت وہ میرا ساتھ نہ دے سکیں۔ جب تجھے سے غافل ہوجاؤں تو تیری یاد نہ دلاسکیں۔ جب ان سے کوئی بات کہوں تو پوری نہ کریں، اور اگر خاموش رہوں تو حزن نہ دلائیں۔(۱)

چور پکڑنے کا نسخہ

حضرت لقمان حکیم ایک شخص کے غلام تھے جو بہت ہی اُمیر اور باغوں کا مالک تھا۔ اس امیر آدمی کے پاس حضرت لقمان کے علاوہ اور بھی کئی غلام کام کرتے تھے۔ وہ امیر آدمی سب غلاموں کو اکٹھا باغ میں پھل توڑنے کے لیے بھیجا کرتا تھا، اور حضرت لقمان کو بھی ان غلاموں کے ساتھ پھل توڑنے کے لیے جانا پڑتا تھا۔ مگر غلاموں کا معاملہ یہ تھا کہ وہ پھل کاٹتے کاٹتے اس میں سے کچھ کھا بھی لیتے تھے۔

ایک دفعہ امیر کو شک پڑ گیا اور اس نے غلاموں سے دریافت کیا تو انھوں نے فٹ جواب دیا کہ 'لقمان نے کھایا ہے'۔

یہ سن کر امیر 'لقمان پر بڑا خفا ہوا اور ان پر سختی کرنے لگا۔ امیر کی ناراضی دیکھ کر لقمان نے عرض کی: اے مالک! اللہ تعالیٰ کے یہاں بے ایمان بندے کی بخشش نہ ہوگی، بہتر یہی ہے کہ ہم سب غلاموں کی آزمایش کرلی جائے۔

حضرت لقمان گرچہ سیاہ رنگت اور حبشی غلام تھے لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انھیں حکمت ودانائی سے سرفراز کیا تھا؛ اس لیے انھوں نے امیر کو یہ تجویز پیش کی :

(۱) شعب الایمان بیہقی: ۱۹/۴۶۹، رقم: ۹۱۶۰۔

گرم پانی سب کو پلایا جائے اور آپ جنگل میں گھوڑے پرسوار ہوکر چلیں اور ہم سب گھوڑے کے ساتھ پیدل دوڑیں گے، اسی حالت میں راز کھل جائے گا کہ جس کے پیٹ میں پھل ہوگا وہ فوراًباہرنکل آئے گا۔

امیر آدمی کو یہ تجویز پسند آئی۔ اس نے گرم پانی تیار کروا کرسب کو پلایااور غلاموں نے بھی امیر کے ڈر سے پی لیا، پھران تمام غلاموں کوجنگل میں خوب دوڑایا، حتیٰ کہ ان سب کوپسینہ آ گیااور آخر کار کھایا پیاسب باہرنکل گیا۔

لقمان کو جو قے آئی وہ بالکل صاف پانی تھا مگر دوسروں کے معدے سے پھل کھائے ہوئے باہرنکل آئے۔

ایک عقل منداوردانا شخص کوحضرت لقمان کی اس حکمت سے اندازہ لگانا چاہیے کہ جب ایک انسان کی اتنی حکمت کام کرسکتی ہےتو مالک الملک اوراحکم الحاکمین پروردگار کی حکمت کھرےاورکھوٹےکوکیسےنہیں جان سکتی!۔

بدترین کون؟

سفیان بیان کرتے ہیں کہ لقمان سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے بدتر کون ہے ؟ لقمان نے کہاوہ شخص جس کواس کی پرواہ نہ ہوکہ لوگ اس کو برا کام کرتے ہوئے دیکھ لیں گے! اورلقمان سے کہا گیا کہ تم کتنے بدصورت ہو! لقمان نے کہا: تم نقش میں عیب نکال رہے ہو یانقاش میں؟۔(۱)

دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا

حضرت حفص بن عمرفرماتے ہیں کہ حضرت لقمان نے رائی سے بھری ایک تھیلی اپنے

(۱) الکشف والبیان، ج،۷،ص،۳۱۶،۳۱۷۔

پاس رکھ لی اور اپنے بیٹے کو وعظ ونصیحت کرنے لگے۔ ہرنصیحت کے بعد تھیلی سے ایک دانہ نکال لیتے۔ جب تھیلی خالی ہوگئی تو اپنے بیٹے سے فرمانے لگے کہ نورِ دیدہ! اگر میں اس قدر وعظ ونصیحت کسی پہاڑ کو کرتا تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا۔ چنانچہ آپ کے بیٹے کا بھی یہی حال ہوا۔

چنانچہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک روز حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا: میں نے تمہیں اتنی کچھ نصیحتیں کردی ہیں کہ اگر تم پتھر بھی ہوتے تو تم سے چشمے پھوٹ نکلتے۔ چنانچہ ایک روز وہ اسی طرح نصیحت کررہے تھے کہ بیٹے کا دل پھٹ گیا، اور وہیں گر کر مر گیا۔(۱)

سعادت مندی کا راز

لقمان حکیم کے بیٹے نے ایک مرتبہ پوچھا: والد گرامی! وہ کون سے اُمور اور خصلتیں ہیں جن کا ایک انسان کے اندر ہونا ضروری ہے؟۔

حضرت لقمان نے فرمایا: دین دار ہونا اور دین کے احکامات پر مکمل عمل پیرا ہونا سب سے بڑی خصلت ہے۔ انسان کے اندر اس خصلت کا ہونا اسے دنیا وآخرت میں سرخرو کرنے کے لیے کافی ہے۔

بیٹے نے کہا: اگر انسان دو اُمور اختیار کرنا چاہے تو کون سے دو اُمور بہتر ہیں؟۔

فرمایا: دین اور مال۔ یعنی انسان دین دار ہو اور حلال روزی کمائے۔

بیٹے نے عرض کی: اگر تین چیزیں انسان اختیار کرنا چاہے تو کون سی تین چیزیں اچھی ہیں؟۔ فرمایا: دین، مال اور حیا۔

بیٹے نے پوچھا: اگر چار باتیں انسان اختیار کرنا چاہے تو کون سی چار باتیں اختیار کرنی چاہئیں؟۔ فرمایا: دین، مال، حیا اور حسن خلق۔

---

(۱) شعب الایمان بیہقی: ۴۹۲/۲، رقم: ۹۴۸۔

بیٹے نے عرض کی: اگر کوئی شخص پانچ اُمور اختیار کرنا چاہے تو کون سے پانچ اُمور اختیار کرنے چاہئیں؟۔فرمایا: دین، مال، حیا، حسن خلق اور سخاوت۔

بیٹے نے کہا: اگر انسان چھ اُمور اختیار کرنا چاہے تو کون سے چھ اُمور بہتر ہیں؟۔ فرمایا: اے میرے عزیز! جب کسی انسان میں یہ پانچ خصلتیں اور اُمور جمع ہو جائیں تو وہ انسان پاک و شفاف ہو جانے کے ساتھ ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ولی و دوست بن جاتا ہے اور شیطان سے چنگل سے باہر نکل آتا ہے۔(۱)

پانچ آدمی سے بچ کر رہو!

پیارے بیٹے! پانچ آدمیوں سے پانچ حالت میں پرہیز کرتے رہنا:

۱) ایک تو لئیم سے جب اس کے ساتھ تمہاری معاشرت ہو جائے۔

۲) عاقل سے جب تم اس کی ہجو کرو۔

۳) احمق سے جب اس کی مزاحمت کرو۔

۴) جاہل سے جب اس کے پاس بیٹھو۔

۵) اور عالم سے جب اس کے ساتھ جھگڑا کرو۔

غرور وحسد کی تباہ کاریاں

مغرور وہ ہے جو نہ دیکھی ہوئی چیز کی تصدیق کرے، اور نہ ملنے والی چیز کا متمنی ہو۔ حسد سے بچتے رہو کہ وہ دین میں فساد ڈالتی ہے، اور دل کو کمزور کرتی ہے۔ جب تم کسی بادشاہ یا حاکم کی خدمت میں رہو تو کبھی نمامی و چغل خوری نہ کرنا، ایسا کرنے سے تمہاری

---

(۱) احیاء علوم الدین: ۳/۴۵۔

عزت تو کچھ نہ بڑھے گی البتہ حاکم کو تم سے نفرت ہو جائے گی؛ کیوں کہ جب وہ تمہاری زبان سے دوسروں کی بدگوئی سننے کا عادی ہو جائے گا تو دوسروں کی زبان سے تمہارے عیب بھی سنے گا،اور بالآخر تم سے بدگمان ہو جائے گا۔

حاکم کی خوشی کے وقت اس سے بہت قریب رہو،اور غصہ کے وقت سب سے دور رہو۔حاکم کے ساتھیوں کے ساتھ مہربانی کرو۔اس کے محارم پر نظر نہ ڈالو۔اس کے عیب نہ سنو۔اس کا بھید کسی پر ظاہر نہ کرو،اوراس کے غضب سے کبھی اپنے کو محفوظ نہ سمجھنا؛ کیوں کہ اس میں اور تم مین کوئی نسبی قرابت نہیں ہوگی۔

دس چیزیں غم آور ہیں

دس چیزوں سے غم پیدا ہوتا ہے :

١) مویشی کے بیچ سے راستہ چلنا۔

٢) بیٹھ کر عمامہ باندھنا۔

٣) کھڑے ہو کر پائجامہ پہننا۔

٤) دانت سے داڑھی کاٹنا۔

٥) دروازہ کی چوکھٹ پر بیٹھنا۔

٦) بائیں ہاتھ سے کھانا کھانا۔

٧) دامن سے منہ پونچھنا۔

٨) دائیں ہاتھ سے اِستنجا کرنا۔

٩) پانی میں پیشاب کرنا۔

١٠) قبرستان میں ہنسنا۔(١)

(١) چراغ حکمت،حصہ اوّل:١٠تا١٢۔

لفظ لفظ روشن !!!

اب بلاعنوان بالترتیب ذیل میں لقمان حکیم کے اقوالِ زرّیں نقل کیے جاتے ہیں۔
حضرت لقمان حکیم اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے :

يا بني، لا تؤخر التوبة، فإن الموت يأتي بغتة .

یعنی اے بیٹے! توبہ کرنے میں کسی ٹال مٹول سے کام نہ لے (اور اس بات کو دل کی تختی پر نقش کرلے کہ) موت جب بھی آئے گی اچانک آئے گی۔
یہ اَشعار بھی انھوں نے بیٹے کے گوش گزار کیے ؎

لا تأمن الدنيا و إن سلمت ❁ فإنها خوانة غادرة

و بادر العمر وخف فوته ❁ فالكيس الحازم من بادره

و قل لمن أمسى على عزة ❁ ما أقرب الدنيا من الآخرة

یعنی دنیا کے اوپر کسی آن بھروسہ نہ کر، گرچہ تو ہر اعتبار سے سالم ومحفوظ ہے؛ کیوں کہ اس کی مکاری ودھوکہ بازی بڑی مشہور ہے۔
بلکہ اپنی عمر کے اوپر نظریں گاڑ لے اور اسے بہر طور ضائع ہونے سے بچا؛ کیوں کہ صحیح معنوں میں دانا وزیرک وہی ہے جو زندگی کی ریس میں سبقت لے گیا۔
حصولِ جاہ وعزت کی دوڑ میں غالب ہوجانے والوں سے جاکر میرا پیغام کہہ دے کہ دنیا سے آخرت کا سفر بہت زیادہ قریب ہے۔(۱)

- حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ لقمانِ حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے نورِ نظر! لوگ اپنے ساتھ ہوئے وعدے کو کس طرح پس پشت

(۱) الزہر الفائح فی ذکر من تنزہ عن الذنوب والقبائح۔

ڈالے اور بھولے بیٹھے ہیں اور جب وہ خود کسی سے وعدہ کرتے ہیں تو اس کی طرف دوڑے جاتے ہیں۔(۱)

- لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے میرے پیارے بیٹے! جب تم کسی محفل میں جاؤ تو انھیں سلام کرو، پھر ایک طرف بیٹھ جاؤ۔ جب تک وہ گفتگو نہ کریں، خاموش رہو۔ اگر وہ اللہ کا ذکر کریں تو بغیر کسی تاخیر کے ان کے ساتھ شامل ہو جاؤ، اور اگر وہ کسی دوسری چیز میں لگ جائیں تو تم ان سے الگ ہو جاؤ۔
- لقمان دانا نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے ایک بار کہا تھا: اے لختِ جگر! ذہانت وفراست میں مرغ تجھ سے بازی نہ لے جائے کہ وہ تو سحری کے وقت اَذان دے رہا ہو اور تو سویا ہوا ہو۔(۲)
- اے بیٹے! علما کی خدمت میں جم کر بیٹھ جا؛ لیکن ان سے مجادلہ نہ کرنا؛ ورنہ وہ تجھے برا سمجھیں گے۔ دنیا میں سے اتنا رکھ لے جو تیری بقا کے لیے کافی ہو۔ اور اپنی زائد آمدنی اپنی آخرت کے لیے خرچ کردے۔
- اے بیٹے! زیادہ نہ ہنسا کر۔ بلاضرورت یہاں وہاں نہ پھرا کر، جس چیز سے تجھے کوئی فائدہ نہیں ہونا اس کے بارے میں دریافت مت کر۔ اپنا مال کھو کر دوسرے کے مال کی حفاظت مت کر۔ تیرا مال وہ ہے جو تو نے آگے بھیج دیا ہے اور دوسروں کا مال وہ ہے جو باقی بچا ہے۔
- دنیا کو بالکل مت ترک کر کہ دوسروں پر اپنا بوجھ ڈال دے اور ان کے لیے وبال بن جائے۔ روزہ رکھ مگر ایسا جس سے تو اپنی شہوت کا زور توڑ سکے ایسا نہیں جس سے نماز میں خلل واقع ہو؛ اس لیے کہ نماز' روزے سے افضل ہے۔ بے وقوف کے پاس مت بیٹھ اور نہ منافق سے میل جول رکھ۔

(۱) الزہد الکبیر بیہقی: ۲/۱۴۲ حدیث: ۵۰۹۔ (۲) تفسیر قرطبی: ۴۰/۱۴۔

- اے بیٹے! جورحم کرتا ہے اس پر رحم کیا جاتا ہے۔ جوخاموش رہتا ہے وہ سلامتی پاتا ہے۔ جوکلمہ خیر کہتا ہے وہ فائدہ اُٹھاتا ہے اور جوکلمہ شر کہتا ہے وہ گناہ کماتا ہے۔ اور جوشخص اپنی زبان پر قابو نہیں رکھتا وہ نادم ہوتا ہے۔(۱)
- پیارے بیٹے! یقیناً دنیا ایک گہرا سمندر ہے اور اس میں بہت سارے لوگ غرق ہو چکے ہیں پس اس گہرے سمندر میں نجات کے لیے تیرا سفینہ؛ خوفِ خدا اور خشیت مولا ہونا چاہیے۔
- عزیز بیٹے! دنیا کو آخرت کے عوض بیچ ڈال، دونوں سے نفع پائے گا۔ اور آخرت کو دنیا کے بدلے مت بیچ؛ ورنہ دونوں جہاں میں خسارہ پائے گا۔(۲)
- بیٹے! جوشخص اپنے آپ کو نصیحت کرتا ہے تو اللہ اس کی حفاظت فرماتا ہے، جوشخص خود اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرتا رہے تو اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ذلت اٹھانا اس کی معصیت میں عزت سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اللہ تم کو اپنی رحمت سے مایوس نہیں کرے گا۔
- بیٹے! جس آدمی کا خلق اچھا نہیں ہوتا اس کی پریشانیاں بڑھ جاتی ہیں۔ میں نے بھاری چیزوں کو برداشت کیا لیکن بداخلاق پڑوسی سے زیادہ ناقابل برداشت کوئی چیز نہیں!۔
- بیٹے! سونے کو آگ پر پرکھا جاتا ہے اور نیک بندے کو آزمائش کے ذریعہ؛ لہٰذا جب اللہ سبحانہ تعالیٰ کسی سے محبت فرماتا ہے تو ان پر آزمائشیں ڈالتا ہے، اگر وہ اس پر خوش ہوئے تو اللہ بھی ان سے خوش ہوتا ہے اور اگر ناراض ہوئے تو ناراض۔
- لختِ جگر! قرض لینے سے بچنا؛ کیوں کہ اس سے دن؛ ذلت میں گزرتا ہے اور رات فکر و پریشانی میں۔

(۱) احیاءعلوم الدین، امام غزالی: ۱۵۸/۳۔
(۲) الزہد وقصر الامل، اسعد الصاغرجی۔

- نورِنظر! ایک زمانہ وہ بھی تھا جب لوگ اپنے کیے پر فخر کیا کرتے تھے، اور اب وہ دور آ گیا ہے کہ لوگ کچھ کیے بغیر ہی فخر کرتے پھرتے ہیں!۔
- عزیزمن! جس نے بھی کہا جھوٹ کہا کہ 'برائی برائی کو مٹا دیتی ہے'۔ اگر اس میں کچھ سچائی ہو تو ذرا کبھی آگ کے بغل میں آگ جلا کر دیکھو کہ وہ ایک دوسری کو بجھا دیتی ہے، یا مزید بھڑکا دیتی ہے۔ لہٰذا اُصول یہ ہے کہ بھلائی برائی کو جڑ سے اُکھیڑ دیتی ہے جیسے پانی آگ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔
- بیٹے! مجھے بہت سے انبیاے کرام کی صحبتوں میں بیٹھنے کی سعادت ملی ہے، جن سے میں نے چند چیزیں سیکھیں، اور وہ یہ کہ نماز کی حالت میں اپنے دل پر نگاہ رکھی جائے۔ کھاتے وقت اپنی حلق کا خیال رکھا جائے۔ دوسروں کے گھر جاتے وقت اپنی نگاہ کی حفاظت کی جائے، اور لوگوں کے بیچ میں ہوتے وقت اپنی زبان کی نگہ داشت کی جائے۔
- بیٹے! اہل علم کی مجلسوں میں بیٹھنا اپنے اوپر لازم کرلو، اور اپنے آپ کو ان کے در سے وابستہ رکھو؛ کیوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نورِ حکمت سے دلوں کو ایسے ہی زندگی بخشتا ہے جیسے مردہ زمین بارش کے قطروں سے لہلہا اُٹھتی ہے۔
- جانِ پدر! جو بات دشمن سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو وہ دوست سے بھی پوشیدہ رکھو، ہوسکتا ہے کبھی وہ بھی تمہارا دشمن ہو جائے۔
- جدوجہد نہ کرنا محتاجی کا باعث ہوتا ہے، اور محتاجی دین کو تنگ، عقل کو ضعیف اور مروّت کو زائل کر دیتی ہے۔
- بیٹے! مردِ کامل وہی جو دشمن کو دوست بنا سکے، لیکن اگر بوجہ خاص یہ تیری دسترس سے باہر ہو تو بحالت مخاصمت غصے سے بچو، کیوں کہ تیرا غصہ تیرے لیے دشمن سے بڑھ کر دشمن ہے۔

- بیٹے! حسد سے بچتے رہنا؛ کیوں کہ یہ دین میں بگاڑ پیدا کرتا ہے، عزتِ نفس مجروح کرتا ہے، اور اپنے پیچھے ندامت کو جنم دیتا ہے۔
- عزیز از جان! انعام کرنے والے کا شکریہ اَدا کرو۔ اور جس نے تمہارا شکریہ اَدا کیا اس پر اِنعام کرو؛ کیوں کہ ناشکری کے باعث وہ نعمت باقی نہیں رہتی۔ اور شکریہ اَدا کرنے کے بعد وہ کبھی ختم نہیں ہوتی۔
- بیٹے! اگر کسی کے ساتھ دوستی رچانا چاہو تو پہلے اسے کسی بات پر غصہ دلا کر آزمالو؛ اگر وہ غصے کی حالت میں انصاف سے کام لے تو پھر وہ تمہاری دوستی کا اہل ہے؛ ورنہ اس سے بچو۔
- بیٹے! نہ اس قدر میٹھے بن کر رہو کہ لوگ تم کو گھونٹ جائیں، اور نہ اس قدر کڑوے کہ اُٹھا کر پھینک دیں۔
- بیٹے! علما کی مجلس میں بیٹھنے اور ان کے ساتھ رہنے کی کوشش کرو؛ تاکہ جب رحمت الٰہی کا نزول ہو تو اس سے کچھ تمہیں بھی حصہ مل جائے۔
- بدبختوں کے ساتھ اُٹھا بیٹھا نہ کرو؛ کیوں کہ جب ان کے کرتوت کے باعث آسمان سے عذاب اُترے گا تو تم بھی اس کی لپیٹ میں آجاؤ گے۔
- بیٹے! نیک عورت کی مثال بادشاہ کے سر پر تاج کی سی ہے۔ جبکہ بری عورت کی کہاوت ایسی ہے جیسے کسی بوڑھے شخص کی پیٹھ پر وزنی بوجھ۔
- بیٹے! کسی عورت کے پیچھے چلنے کی بجائے کسی شیر کے پیچھے چلنا بہتر ہے۔ اس لیے کہ شیر پلٹا تو جان چلی جائے گی، لیکن اگر عورت پلٹی تو ایمان چلا جائے گا۔
- پوچھا گیا کہ دنیا میں بدترین آدمی کون ہے؟۔ فرمایا: وہ شخص کہ جسے لوگ کوئی برائی کرتے ہوئے دیکھیں اور اسے کوئی پرواہ نہ ہو۔

- بیٹے! ہوسکے تو ہر وقت اپنی زبان کو استغفار سے تر رکھو؛ کیوں کہ کچھ ایسی گھڑیاں ہوتی ہیں جس میں اللہ دعاؤں کو رد نہیں فرماتا۔
- بیٹے! نہ زیادہ سویا کرو اور نہ زیادہ کھایا کرو؛ کیوں کہ زیادہ سونے اور زیادہ کھانے والا قیامت کے دن اعمالِ صالحہ سے تہی ہوکر اُٹھے گا۔
- بیٹے! دو چیزوں کی حفاظت تمہیں مستقبل سے بے نیاز کردے گی۔ دین کی حفاظت اپنے معاد کے لیے اور درہم کی حفاظت اپنے معاش کے لیے۔
- بیٹے! دنیا کے پیچھے مارے مارے نہ پھرنا، اور نہ اپنے دل کو دنیا کی محبت سے معمور کرنا؛ کیوں کہ تمہاری تخلیق کا مقصد اس سے بہت بلند ہے، تم اس کے لیے پیدا نہیں کیے گئے۔
- بیٹے! بلا تعجب خیز چیز کے ہنسا نہ کرو، اور جو تمہارے مطلب کی نہ ہو اس کا سوال نہ کیا کرو۔
- بیٹے! برے دوستوں سے بچ کے رہو؛ کیوں کہ ان کی مثال تلوار کی سی ہے، جو دیکھنے میں تو بہت خوبصورت معلوم ہوتی ہے؛ مگر اس کا اَثر بڑا بھیانک ہوتا ہے۔
- بیٹے! زنا سے دور بھاگو؛ کیوں کہ اس میں اِبتدا میں حیرانی اور اخیر میں پشیمانی اُٹھانی پڑتی ہے۔(۱)
- بیٹے! یاد رکھنا کہ باپ جب بیٹے کو مارتا ہے تو وہ ایسے ہی ہوتا ہے جیسے کوئی کھیت میں کھاد ڈال رہا ہو۔(۲)
- بیٹے! خدا سے ایسی اُمید رکھ کہ وہ تجھے گناہ پر جری نہ کرسکے۔ اور خدا کا ایسا خوف دل میں بسا کہ وہ تجھے اس کی رحمت سے مایوس نہ کرسکے۔(۳)

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم: ۳۶۸/۴۷رقم: ۱۴۳۶۱۔ (۲) تہذیب الآثار طبری: ۱۸۹/۲حدیث: ۱۱۴۶۔
(۳) شعب الایمان بیہقی: ۱۰۵/۳، رقم: ۱۰۵۹۔

- بیٹے! جھوٹے آدمی کے چہرے سے پانی اُتر جاتا ہے۔ بداخلاق شخص کو ہمیشہ غم وآلام گھیرے رکھتے ہیں۔ اور چٹان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا اس سے زیادہ آسان ہے کہ کسی ناسمجھ کو کوئی بات سمجھائی جائے۔(۱)
- عزیز بیٹے! جنازوں میں جاؤ اور شادیوں میں نہ جاؤ؛ کیونکہ جنازہ تم کو آخرت کی یاد دلائے گا اور شادی تم میں دنیا کی خواہش پیدا کرے گی۔
- شکم سیری سے زیادہ کھانے سے بہتر ہے کہ تم فالتو کھانا کتے کو ڈال دو۔
- اپنا کھانا متقی لوگوں کو کھلاؤ اور اپنے معاملات میں علما سے مشورے کرو۔
- جب تک علم کے تقاضے پر عمل نہ کرو تمہارے علم حاصل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں، اس کی مثال اس طرح ہے جیسے کوئی شخص لکڑیوں کا ایک بھاری گٹھا اٹھا لے اور اس کو اُتارنے سے پہلے ایک اور گٹھا اٹھالے، اس کو بوجھ سے ہانپنے کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔
- بیٹے! تم لوگوں سے اچھی باتیں کرو، کشادہ روئی اور ہنستے چہرے کے ساتھ ان سے ملاقات کرو، جلد ہی تم ان کے محبوب اور منظورِ نظر بن جاؤ گے۔
- بیٹے! تم لوگوں سے اس طرح ملو جیسے تم کو ان سے کوئی غرض نہیں ہے۔ نیز لوگوں سے اپنی تحسین چاہو نہ ان کی مذمت کی پرواہ کرو، آرام سے رہو گے۔
- اپنا منہ بند رکھو، جب تک خاموش رہو گے سلامت رہو گے، تم صرف وہی بات کرو جو تمہارے لیے مفید ہو۔
- بیٹے! جو شخص اپنے آپ کو نصیحت کرتا ہے تو اللہ اس کی حفاظت فرماتا ہے۔ اور شخص خود اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرتا ہے تو اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے۔

(۱) شعب الایمان بیہقی: ۱۰/۳۲۸، رقم: ۴۶۲۴۔

- پیارے بیٹے ! یادر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اِطاعت میں ذلت اُٹھانا اس کی معصیت میں عزت کمانے سے بہتر ہے۔
- بیٹے ! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، وہ کبھی تمہیں اپنی رحمت سے مایوس نہیں کرے گا۔
- اے بیٹے ! یہ دنیا گہرا سمندر ہے اور اس میں بہت سے لوگ غرق ہو چکے ہیں۔ تم اس میں خوفِ خدا، ایمان، احکامِ شرعیہ اور توکل علی اللہ کو اپنی کشتی بنالو تو نجات پالو گے ورنہ مجھے تمہاری نجات کی کی توقع نہیں !۔(۱)
- اے بیٹے ! سر چشمہ اخلاق اور منبع حکمت اصلاً دین الٰہی ہے۔ اور دین کی مثال اُگے ہوئے درخت کی مانند ہے، ایمان باللہ سے اس کی آبیاری ہوئی۔ نماز اس کی جڑ ہے۔ زکوٰۃ اس کی ٹہنیاں ہے۔ اللہ واسطے دوستی اس کے شعبے ہیں۔ اچھا اخلاق اس کی پتی ہے۔ گناہوں سے پاک صاف ہونا اس کا پھل ہے۔ اور درخت اسی وقت مکمل ہوتا ہے جب پر اچھے پھل لگیں۔ یوں ہی دین اسی وقت مکمل ہوتا ہے جب انسان محارم و معاصی سے کلیۃً اپنا دامن جھاڑ لے۔
- عزیز بیٹے ! ہر چیز کی کچھ نہ کچھ علامت ہوتی ہے اور دین کی علامتیں تین ہیں: عفت و پاک بازی ، علم و اَدب ، اور حلم بردباری۔
- اے بیٹے ! اللہ نے تمہیں جو علم کی دولت دی ہے اس سے نفع اندوز ہو۔ اور علم کا صحیح استعمال تو وہی کرتے ہیں جو اس پر عمل پیرا ہیں۔ ورنہ صرف علم سیکھ کر اسے رنگ عمل نہ دینا کس کام کا؟۔
- بیٹے ! یادرکھنا کہ لوگوں میں سب سے بڑا عالم وہی ہے جو اللہ کا خوف زیادہ رکھے۔
- اے بیٹے ! اللہ کا کہا مان، کیوں کہ جو اس کا کہا مانتے ہیں اللہ ان کے لیے بہر حال کافی ہوتا ہے، اور انھیں اوروں کا محتاج ہونے سے بچا لیتا ہے۔

---

(۱) روح المعانی جز۲۱،ص۱۲۶،۱۲۷،تبیان القرآن،ج۹،ص۲۴۳،۲۴۴۔

- پسرعزیز! کوشش کرو کہ تمہارا آج گزشتہ کل سے بہتر ہو۔ اور تمہارا آئندہ کل، آج سے اچھا ہو؛ کیوں کہ جس کے دو دن برابر ہو جائیں تو سمجھو وہ خسارے میں چلا گیا۔ اور جس کا آج گزشتہ کل سے خراب رہا وہ اپنی کم بختی پر جتنا افسوس کرے کم ہے۔
- اے بیٹے! اگر تم جنت چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ طاعت چاہتا ہے۔ لہٰذا خیر اسی میں ہے کہ تم وہ چاہو جو اللہ چاہتا ہے تاکہ اللہ تمہیں وہ عطا کر دے جو تم چاہتے ہو۔
- عزیز وافر تمیز! اگر تم جہنم کو ناپسند کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ معصیت کو ناپسند کرتا ہے۔ لہٰذا اگر تم اپنے رب کی ناپسندیدہ چیز کو ناپسند کرنا شروع کر دو تو وہ تم کو تمہاری ناپسندیدہ چیز سے نجات عطا کر دے گا۔
- بیٹے! لوگوں کے تین حصے ہیں: ایک تہائی اللہ کے لیے۔ ایک تہائی خود اس کے لیے اور ایک تہائی کیڑوں کے لیے۔ تو جو اللہ کے لیے ہے وہ اس کی روح ہے۔ جو اس کے لیے ہے وہ اس کا عمل ہے۔ اور جو کیڑوں کے لیے ہے وہ اس کا جسم ہے۔
- اے میرے بیٹے! اپنے گناہوں کو ہمیشہ پیش نگاہ رکھو۔ اور اپنی نیکیوں کو بھلا دو، کیوں کہ 'کبھی نہ بھولنے والے' نے اسے اپنے پاس محفوظ کر لیا ہے۔
- عزیز بیٹے! حکمت مسکینوں کو بادشاہ بنا دیتی ہے۔
- پیارے بیٹے! اگر کوئی تمہاری جھوٹی تعریف کرے تو تم خوش نہ ہونا کیوں کہ جاہل کی تعریف سے ٹھیکری، سونا نہیں بن سکتی!۔
- اس دنیا میں ایسے کوشش کرو جیسے یہیں ہمیشہ رہنا ہے، اور آخرت کے لیے ایسے کوشش کرو جیسے کل مر جانا ہے۔
- اگر تم اپنے لیے ہزار دوست بھی بنا لو تو اسے کم سمجھنا، اور اپنا ایک دشمن بنا لو تو یہ بہت زیادہ ہے۔

- اگر معدہ کھانے سے بھر جائے تو دماغ سو جاتا ہے، بے زبان اعضاے جسمانی خدا کی عبادت وریاضت سے قاصر ہو جاتے ہیں۔
- خدا کے رازق ہونے پر یقین رکھو کہ جس نے شکم مادر میں، آغوشِ مادر میں اور عالم طفولیت میں روزی دی، وہی آخر تک دے گا۔
- میں نے عقل بے وقوفوں سے سیکھی۔ جن افعال سے وہ گھاٹا اٹھاتے ہیں میں ان سے پرہیز کرتا ہوں۔
- اے بیٹے! تم جو نہیں جانتے اسے علما سے پوچھو اور جو تم جانتے ہو اسے جہلا تک پہنچانے کی زحمت کرو۔
- جہاں تک ممکن ہو سکے لوگوں سے دور رہو؛ تا کہ تمہارا دل سلامت، نفس پاکیزہ اور تن راحت پائے۔
- نماز میں قلب کی، مجلس میں زبان کی، غضب میں ہاتھ کی اور دسترخوان پر شکم کی حفاظت کرو۔
- بدگمانی کو اپنے اوپر غالب نہ آنے دو؛ ورنہ بھری دنیا میں تم کو کوئی دوست اور ہمدرد نہ مل سکے گا۔
- اے بیٹے! ایمان کے بعد سب سے پہلے ایک مخلص اور دانا دوست تلاش کرو؛ کیوں کہ دانا دوست ایک پھلدار درخت کی مانند ہے، اس کے نیچے بیٹھو گے تو سایہ ملے گا اور اوپر چڑھو گے تو پھل دے گا۔
- بیٹے! اپنی دنیا کو آخرت کے بدلے بیچ ڈالو، اس کا فائدہ تمہیں دونوں جہانوں میں دیکھنے کو ملے گا؛ لیکن کبھی بھی آخرت کو دنیا کے عوض بیچنے کی کوشش نہ کرنا، ورنہ دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔(۱)

(۱) شعب الایمان بیہقی: ۱۹/۴۳۸، رقم: ۹۱۲۹۔

تین باتوں کے اِختیار کرنے میں سعادت ہے :

۱) ناصح کا مشورہ۔

۲) دشمن کی مدارات۔

۳) اور ہر ایک کے ساتھ محبت سے ملنا جلنا۔

بیٹے ! ہر عمدہ کام میں عجلت کرو۔ یادرکھنا غصہ کی اِبتدا جنون سے ہوتی ہے،اور اس کا انجام ہمیشہ پشیمانی ہوتا ہے۔

ایک روز حکیم کا بیٹا قضاے حاجت کو گیا۔اتفاقاً بیت الخلا میں دیر لگ گئی۔حکیم نے پکار کر فرمایا کہ'پائخانہ میں دیر تک نہ بیٹھو؛ورنہ بواسیر ہونے کا اندیشہ ہے'۔(۱)

- عزیز از جان بیٹے ! وقت کی اگر قیمت ہے تو وہ اس کا صحیح استعمال ہے۔
- بیٹے ! حکمت و دانائی مفلس کو بادشاہ بنا دیتی ہے۔
- جانِ پدر! مصائب سے نہ گھبرانا کہ ستارے آسمان پر ہی چمکتے ہیں۔
- عزیز از جان بیٹے ! عہد شکنوں اور جھوٹوں پر کبھی اِعتماد نہ کرو۔
- جس نعمت میں شکر ہے اس کو زوال نہیں اور جس نعمت میں کفران ہے اس کو بقا نہیں۔
- جب لوگوں سے بات کرو تو زبان کی حفاظت کرو۔
- علم دل کو اس طرح شاداب رکھتا ہے جیسے خشک زمین کو بارش۔
- خاموشی کو اپنا شعار بناؤ تاکہ زبان کے شر سے محفوظ رہو۔
- جاہلوں کی محبت سے پرہیز کرو،ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو اپنے جیسا بنا لیں۔
- میں نے بولنے پر بارہا افسوس کیا ہے؛مگر خاموش رہنے پر کبھی افسوس نہیں ہوا۔
- چار چیزوں کو تھوڑا نہ سمجھو: قرض، مرض، دشمنی، آگ۔

(۱) چراغِ حکمت،مولانا احمد مکرم عباسی چریاکوٹی۔

- ہر شخص سچا دوست تلاش کرتا ہے؛ لیکن خود سچا دوست بننے کی زحمت گوارا نہیں کرتا۔
- بیٹے ! نیکوکاروں کا غلام بن جانا مگر بدبختوں کا دوست بننا گوارا مت کرنا۔
- جانِ پدر! سوال کرنے سے بچنا؛ کیوں کہ یہ چہرے کا پانی اُتار دیتا ہے۔
- بیٹے ! جس کنویں سے پانی پیو، اس میں کبھی پتھر نہ پھینکنا۔
- بیٹے ! تیری ملکیت کی گور یا دوسروں کی ملکیت کے بیل سے بدرجہا بہتر ہے۔
- دوسروں کو کسی چیز کی پند و نصیحت کرنے سے پہلے خود اس پر عمل پیرا ہو۔
- اپنی حیثیت کے مطابق بات کر۔
- آدمیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھ۔
- ہر شخص کے حق کو پہچان۔
- اپنے راز کا خیال رکھ۔
- دوست کو مصیبت کے وقت آزما۔
- دوست کا نفع و نقصان کے وقت امتحان لے۔
- کم عقل اور بے وقوف آدمیوں سے بھاگ۔
- ہوشیار اور عقل مند دوست چن۔
- اچھے کاموں کے لیے کوشش کر۔
- بات چیت میں تکرار نہ کر۔
- یاروں اور دوستوں کو عزیز رکھ۔
- دوست اور دشمن کے ساتھ فراخ دل ہو۔
- ماں باپ کو غنیمت جان۔

- اُستاد کو بہترین باپ خیال کر۔
- خرچ آمدنی کے اندازے سے کر۔
- ہر کام میں درمیانی راستہ اختیار کرنے والا بن۔
- بہادری اختیار کر۔
- زبان کو محفوظ رکھ۔
- کپڑا اور جسم پاک رکھ۔
- جماعت کے ساتھ دوستی رکھ۔
- اگر ممکن ہو تو گھڑ سواری اور تیر چلانا سیکھ۔
- ہر آدمی کے ساتھ اس کی توقع کے مطابق کام کر۔
- جب رات میں بات کر تو آہستہ اور ملائمت کے ساتھ کر۔
- اور جب دن میں بات کر تو ہر طرف دیکھ لے۔
- کم کھانے، کم سونے اور کم بولنے کی عادت ڈال۔
- جو کچھ اپنے لیے پسند نہیں کرتا، دوسرے کے لیے بھی پسند نہ کر۔
- کاموں کو ہوشیاری اور تدبیر سے کر۔
- نہ جانتے ہوئے اُستادی نہ کر۔
- کسی کے مال پر دل نہ اَٹکا۔
- نیچ لوگوں سے وفا کی اُمید نہ رکھ۔
- کسی کام میں بے خیال نہ ہو۔
- کیے ہوئے کام کو کیا ہوا شمار نہ کر۔

- آج کے کام کو کل پر نہ ٹال۔
- اپنے سے بڑوں سے مذاق نہ کر۔
- بڑے لوگوں سے لمبی چوڑی باتیں نہ کر۔
- ضرورت والوں کو نا اُمید نہ کر۔
- گذری ہوئی لڑائی کو یاد نہ کر۔
- اپنی دولت اور دوست اور دشمن کسی کو نہ دکھا۔
- اپنوں سے رشتہ داری نہ ختم کر۔
- جو لوگ نیک ہوں پیٹھ پیچھے ان کی برائی نہ کر۔
- اپنے کو نہ دیکھ خود نمائی پیدا ہوگی۔
- لوگوں کے ساتھ انگلی منہ اور ناک میں نہ ڈال۔
- لوگوں کے سامنے دانتوں میں خلال نہ کر۔
- تھوک اور ناک بلند آواز سے نہ پھینک۔
- جمائی کے وقت ہاتھ منہ پر رکھ۔
- بے ہودہ باتیں نہ کر۔
- لوگوں کو لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ کر۔
- آنکھ اور بھنووں سے اشارہ بازی نہ کر۔
- کہی ہوئی بات پھر نہ کہہ۔
- جس بات سے ہنسی آئے اس سے پرہیز کر۔
- اپنی تعریف کسی کے سامنے نہ کر۔

- اپنے کو عورتوں کی طرح نہ سنوار۔
- بات چیت کے وقت ہاتھ نہ ہلا۔
- لوگوں کی برائی چاہنے والوں کا ہم آواز نہ ہو۔
- مرے ہوئے کو برائی سے یاد نہ کر کہ کوئی فائدہ نہیں ہے۔
- جہاں تک ہو سکے لڑائی اور دشمنی نہ کر۔
- بھلوں کے حق میں سوائے نیکی کے کچھ خیال میں نہ لا۔
- اپنی روٹی (کھانا) دوسرے کے دسترخوان پر نہ کھا۔
- کاموں میں جلدی نہ کر۔
- دنیا حاصل کرنے کے لیے خود کو مصیبت میں نہ ڈال۔
- غصے کی حالت میں سمجھ بوجھ کی بات کر۔
- ناک کے پانی کو آستین سے صاف نہ کر۔
- سورج نکلنے کے وقت نہ سو۔
- راستے چلنے میں بڑوں سے آگے نہ ہو۔
- لوگوں کی باتوں کے بیچ میں نہ بول۔
- داہنے اور بائیں نظر رکھ۔ مہمان سے کام کرنے کو نہ کہہ۔
- پاگل اور سست آدمی سے بات نہ کر۔
- بے فکروں اور اوباش لوگوں کے ساتھ راستے میں نہ بیٹھ۔
- نفع اور نقصان کے لیے اپنی عزت برباد نہ کر۔
- مغرور اور گھمنڈی نہ ہو۔

- لڑائی اور فساد سے الگ رہ۔
- خاکساری اختیار کر۔
- اللہ تعالیٰ کے لیے زندگی گذار سچائی سے،نفس کے ساتھ غلبہ سے،لوگوں کے ساتھ انصاف سے، بڑوں کے ساتھ خدمت گذاری سے،چھوٹوں کے ساتھ مہربانی سے، فقیروں کے ساتھ دینے سے، دشمنوں کے ساتھ نرمی سے، عالموں کے ساتھ تواضع سے اور جاہلوں کے ساتھ نصیحت سے۔

حضرت لقمانِ حکیم کے ان اقوال میں جامعیت ومعنویت کا ایک جہان آباد ہے۔ اخلاق وکردار کو بے داغ کر کے انھیں شفافیت عطا کرنے والے یہ فرمودات ہمیں دعوتِ فکر وعمل دے رہے ہیں۔ دیگر قوموں نے اپنے حکما ومفکرین کے اقوال کو اپنی زندگی کے شب وروز میں اُتار کر جو ترقیاں کمائی ہیں وہ جگ جگ ظاہر ہیں۔

لہٰذا نادان نہ بنیں، کسی تغافل کو راہ نہ دیں، اور ایک ایسا حکیم جس کی نصیحتیں وحی ربانی کا اَٹوٹ حصہ ہوں اور جس کی حکمتوں سے زمانے فیض یاب ہوئے ہوں ان کے گراں مایہ پندونصائح سے خدارا خود کو محروم نہ رکھیں، اور سعی تمام کر کے اپنی زندگی کو ان کے بتاے ہوئے سانچے میں ڈھال کر سعادت ونجابت کی بلندیوں کو مسخر کرلیں۔

عزیمت وہمت کے اس کوہ پیما سفر میں خدا کی رحمتیں آپ پر سایہ کناں ہوں اور اس رحیم وکریم پروردگار کی توفیق خیر آپ کے دیرینہ خوابوں کو شرمندۂ تعبیر فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

---

(۱) معادن الحکم......کنوز القرآن وبیان الفرقان، استاذ عبدالعزیز شناوی۔

!!! اُن کے بول بہاروں جیسے !!!

حضرت لقمانِ حکیم کے معرکۃ الآرا اَقوال رقم کرنے کے بعد دل میں ایک ولولہ اُٹھا کہ بڑا خوبصورت موقع ہے کیوں نہ لگے ہاتھوں معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ اِرشادِ ہدایت بنیاد بھی پیش کردیے جائیں کہ جس طرح آپ کی ذات منبع فیض وجمال ہے اسی طرح آپ کی بات بھی بلاشبہہ سرچشمہ حکمت وکمال ہے۔

مشہور ارشادِ رسالت مآب ہے کہ 'بہترین کلام وہ ہوتا ہے جس میں الفاظ قلیل مگر مدلل ہوں'۔ سو دیکھیں کہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھوٹے چھوٹے فقرے میں کتنی بڑی بات فرمادی ہے اور کس طرح اُن میں جہانِ معنی سمودیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ اقدس سے جو بھی بات نکلی وہ اپنی مثال آپ بن گئی کہ نہ کسی نے آپ سے قبل بیان کی اور نہ ہی کوئی آپ کے بعد بیان کرسکتا ہے۔ بلکہ سنن ابن ماجہ میں ایک مقام پر بڑے عجیب مضمون کی ایک حدیث ملتی ہے کہ آقاے گرامی قدر علیہ السلام نے فرمایا :

... مَا قِيْلَ مِنْ قَوْلٍ حَسَنٍ فَأَنَا قُلْتُهُ . (۱)

یعنی جو بھی عمدہ باتیں کہی گئی ہیں (یا کہی جائیں گی) انھیں یوں سمجھو جیسے میں نے ہی فرمایا ہے۔

سو اِس حدیث پاک کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ دنیا میں جتنے بھی اَخلاق وکردار کو سنوارنے والے اِرشادات، فکر ونظر کو تقدس بخشنے والے کلام، اور زندگی میں ولولہ تازہ بھر دینے والے اَقوال ہیں وہ سب دراصل دہلیز مصطفیٰ ہی کی خیرات ہیں۔

یہاں حدیث مصطفیٰ نقل کرتے وقت ہم اقوالِ لقمانی کی طرح صرف ترجمے پر اِکتفا

(۱) سنن ابن ماجہ: ۱/۹ حدیث: ۲۱...... جامع الاحادیث سیوطی: ۱۵/۳۷۲ حدیث: ۱۵۹۶۷۔

نہ کریں گے بلکہ اکتسابِ فیض ونور کی خاطر عربی متن کو بھی زیب قرطاس کرتے جائیں گے۔ ذخائر حدیث کھنگالنے سے یوں تو بہت سے فرامین نبوی ملیں گے، لیکن ہم یہاں فقیہ ابواللیث سمرقندی کی کتاب 'بستان العارفین' سے یہ فرمان ہائے رسالت نقل کرنے کا شرف حاصل کررہے ہیں؛ تاہم اس میں چند ایک مزید حدیثیں شامل کرکے اس سلسلے کو ہم 'اربعین' تک پہنچادینا چاہتے ہیں تاکہ اس کی فضیلت سے بھی بہرہ ور ہوتے چلیں۔

{1} لاَ يُلْدَغُ الْمُؤمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَيْنِ . (۱)

یعنی مومن ایک سوراخ سے دومرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔

(یعنی جب کسی کام میں اسے نقصان پہنچتا ہے تو وہ دوبارہ وہ کام نہیں کرتا)۔

{2} لاَ يَجْنِي عَلَى الْمَرْءِ إلاَّ يَدُهُ . (۲)

یعنی آدمی کو اس کا ہاتھ ہی گنہ گار کرتا ہے۔

{3} الشَّدِيْدُ مَنْ غَلَبَ نَفْسَهُ وَالْقَوِيُّ مَنْ مَلَكَ غَضَبَهُ وَهُوَ لَهُ . (۳)

یعنی شدید (پہلوان) وہ ہے جو اپنے نفس پر غالب ہو، اور طاقت ور وہ ہے جس کا غصہ اس کے قابو میں ہو۔ باوجودیکہ وہ اس کے فائدہ کا ہو (اور وہ اس کے لیے مفید ہے)۔

غزوۂ حنین کے موقع پر فرمایا :

{4} الآنَ حَمِيَ الْوَطِيْسُ . (۴)

یعنی اب وطیس گرم ہوگئے۔

---

(۱) صحیح بخاری:۳۱/۸حدیث: ۶۱۳۳...... صحیح مسلم:۲۲۹۵/۴...... سنن ابوداؤد:۴۷۱/۴حدیث: ۴۸۶۴ ...... سنن دارمی:۴۱۱/۲حدیث:۲۷۸۱...... مسند احمد بن حنبل:۴۹۷/۱۴حدیث:۸۹۲۸۔

(۲) جامع الاحادیث سیوطی:۲۵۵/۹حدیث:۸۳۶۳...... مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:۱۷۷/۱حدیث:۶۶۔

(۳) صحیح ابن حبان:۴۹۳/۲حدیث:۷۱۷...... مسند اسحٰق بن راہویہ:۴۴۶/۱حدیث:۵۱۶۔

(۴) صحیح مسلم:۱۳۹۸/۳حدیث:۱۷۷۵...... صحیح ابن حبان:۵۲۳/۱۵حدیث:۷۰۴۹۔

یعنی لڑائی سخت ہوئی، اورلڑائی کے ہونے کا غلبہ ہوا۔

{5} لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ . (۱)

یعنی سنا ہوا دیکھے ہوئے کے برابر نہیں۔

{6} يَرَى الشَّاهِدُ مَا لا يَرَى الغَائِبُ . (۲)

یعنی حاضر جو دیکھتا ہے وہ غائب نہیں دیکھتا۔

{7} سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا . (۳)

یعنی جو لوگوں کو پلاتا ہے وہ خود آخر میں پیے گا۔

{8} لَو بَغِيَ جَبَلٌ عَلَى جَبَلٍ لَدَكَّهُ اللّٰهُ . (۴)

یعنی اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ پر ظلم کرے، تو اللہ اس کو بھی ریزہ ریزہ کردے۔

{9} الحَرْبُ خِدْعَـــةٌ . (۵)

یعنی لڑائی دھوکے کا نام ہے۔

{10} اِبْدَأْ بِنَفْسِكَ ثُمَّ بِمَنْ تَعُوْلُ . (۶)

یعنی اپنی ذات سے آغاز کرو، پھر متعلقین کا خیال کرو۔(یعنی پہلے اپنا خیال پھر متعلقین کا)

{11} الْبَلاَءُ مُوَكَّلٌ بِالْمَنْطِقِ . (۷)

(۱) صحیح ابن حبان:۱۴/۹۶ حدیث:۶۲۱۳......مستدرک حاکم:۲/۳۲۲ حدیث:۳۲۵۰۔

(۲) کشف الخفاء عجلونی:۲/۲۹۴ حدیث:۳۲۳۷۔

(۳) سنن ابوداؤد:۳/۳۹۱ حدیث:۳۷۲۷......سنن ابن ماجہ:۲/۱۱۳۵ حدیث:۳۴۳۴۔

(۴) جامع الاحادیث سیوطی:۱۸/۱۱۱ حدیث:۱۸۹۹۴......شعب الایمان بیہقی:۹/۶۴ حدیث:۶۲۶۶۔

(۵) صحیح بخاری:۴/۶۴ حدیث:۳۰۲۸......صحیح مسلم:۳/۱۳۶۱ حدیث:۱۷۳۹۔

(۶) صحیح ابن خزیمہ:۴/۹۷ حدیث:۲۴۳۹۔

(۷) مسند شہاب قضاعی:۱/۱۶۱ حدیث:۲۲۷......مسند فردوس دیلمی:۴/۴۴ حدیث:۶۱۳۸۔

یعنی بولنے سے ہی انسان بلا میں گرفتار ہوتا ہے۔

{12} اَلْمُسْلِمُ مِرْآةُ الْمُسْلِمِ . (۱)

یعنی مسلمان مسلمان کا آئینہ ہے۔

{13} النَّاسُ كَإِبِلٍ مِائَةٍ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيهَا رَاحِلَةً . (۲)

یعنی لوگ سو اونٹوں کی طرح ہیں کہ ان میں سواری کے لائق کوئی ہی ہوتا ہے۔

{14} النَّاسُ كَأَسْنَانِ الْمُشْطِ . (۳)

یعنی لوگ کنگھی کے دندانے کی مانند ہیں۔

{15} الغِنٰی غِنَی النَّفْسِ . (۴)

یعنی تونگری (امیری) دل سے ہوتی ہے۔

{16} تَرْكُ الشَّرِّ صَدَقَةٌ . (۵)

یعنی برائی کو چھوڑ دینا بھی صدقہ ہے۔

{17} سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ . (۶)

یعنی قوم کا سردار قوم کی خدمت کرنے والا ہوتا ہے۔

{18} عِدَةُ الْمُؤمِنِ أخْذُهٗ بِالْكَفِّ .

یعنی مومن کا وعدہ کرنا ہاتھ کا پکڑ لینا ہے۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ:۳۸۵/۸ حدیث:۲۶۰۴۴......اتحاف الخیرۃ المہرۃ:۱۶۰/۶ حدیث:۵۵۷۰۔

(۲) صحیح مسلم:۱۹۷۳/۴ حدیث:۲۵۴۶......سنن ابن ماجہ:۱۳۲۱/۲ حدیث:۳۹۹۰۔

(۳) مسند شہاب قضاعی:۱۴۵/۱ حدیث:۱۹۵......مسند فردوس دیلمی:۳۰۰/۴ حدیث:۶۸۸۲۔

(۴) صحیح بخاری:۹۵/۸ حدیث:۶۴۴۶......صحیح مسلم:۷۲۶/۲ حدیث:۱۰۵۱۔

(۵) کشف الخفاء عجلونی:۳۰۳/۱ حدیث:۹۶۶......معرفۃ التذکرۃ:۱۴۰/۱ حدیث:۳۸۹۔

(۶) جامع الاحادیث سیوطی:۳۲۴/۱۳ حدیث:۱۳۲۲۲......کنز العمال:۷۱۰/۶ حدیث:۱۷۵۱۷۔

{19} إنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةٌ وَإنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا . (۱)

یعنی بے شک بعض اشعار حکمت بھرے ہوتے ہیں، اور بعض بیان تو نرا جادو ہوتے ہیں۔

{20} نِيَّةُ الْمُؤمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ . (۲)

یعنی مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

{21} اِرْحَمْ مَنْ فِي الأرْضِ يَرْحَمْكَ مَنْ فِي السَّمآءِ . (۳)

یعنی جو زمین میں ہے تو اس پر رحم کر، آسمانوں والا تجھ پر رحم کرے گا۔

{22} اسْتَعِيْنُوْا عَلٰى قَضَاءِ الْحَوَائِجِ بِالْكِتْمَانِ . (۴)

یعنی اپنی حاجتوں کو بَر لانے میں خاموشی سے مدد حاصل کرو۔

{23} اَلْمُسْتَشَارُ مُؤتَمَنٌ فَلاَ يَخُوْنَنَّ فَلْيَنْصَحْ . (۵)

یعنی جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہے؛ لہٰذا وہ اس میں خیانت نہ کرے بلکہ خیر خواہی کرے۔

{24} مَنْ لَّا يَرْحَمُ لاَ يُرْحَمُ . (۶)

یعنی جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

{25} اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهٖ . (۷)

یعنی ہبہ کی ہوئی چیز کا واپس لینا اپنی قے کو چاٹنے کے مترادف ہے۔

---

(۱) سنن ابن ماجہ:۱۲۳۵/۲حدیث:۳۷۵۵......مسند فردوس دیلمی:۲۱۰/۱حدیث:۸۰۳۔
(۲) مسند شہاب قضاعی:۱۱۹/۱حدیث:۱۴۸......معجم کبیر طبرانی:۱۸۵/۶حدیث:۵۹۵۲۔
(۳) مسند ابویعلی موصلی:۴۷۴/۸حدیث:۵۰۶۳......مسند طیالسی:۲۶۲/۱حدیث:۳۳۳۔
(۴) معجم اوسط:۵۵/۳حدیث:۲۴۵۵......جامع الاحادیث سیوطی:۳۴۰/۴حدیث:۳۲۹۸۔
(۵) سنن ابن ماجہ:۱۲۳۳/۲حدیث:۳۷۴۵......جامع ترمذی:۱۲۵/۵حدیث:۲۸۲۲۔
(۶) سنن ابوداؤد:۵۲۴/۴حدیث:۵۲۲۰......سنن کبریٰ بیہقی:۱۰۰/۷حدیث:۱۳۹۶۰۔
(۷) سنن ابوداؤد:۳۱۵/۳حدیث:۳۵۴۰......سنن ترمذی:۵۹۲/۳حدیث:۱۲۹۸۔

{26} الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ . (۱)

یعنی نیکی کی طرف بلانے والا ایسا ہے جیسا خود نیکی کرنے والا۔

{27} حُبُّکَ الشَّيْءَ يُعْمِيُ وَ يُصِمُّ . (۲)

یعنی کسی شئے کی محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔

{28} كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ . (۳)

یعنی ہر اچھا کام صدقہ ہے۔

{29} لاَ يؤوِي الضَّالَّةَ إلاَّ الضَّالُّ . (۴)

یعنی گم شدہ چیز کھونے والے ہی کو ملے۔

{30} مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ . (۵)

یعنی قرض دار جب غنی ہو جائے تو قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرنا ظلم ہے۔

{31} السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ . (۶)

یعنی سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔

{32} الْمُؤمِنُوْنَ عِنْدَ شُرُوْطِهِمْ . (۷)

یعنی مومن اپنی شرائط کے پاس ہے۔یعنی پابند

---

(۱) سنن ترمذی:۴۱/۵حدیث:۲۶۷۰......مسند ابوعوانہ:۴۷۸/۴حدیث:۷۴۰۰۔

(۲) سنن ابوداؤد:۴۹۶/۴حدیث:۵۱۳۲......مسند احمد بن حنبل:۲۴/۳۶حدیث:۲۱۶۹۴۔

(۳) صحیح بخاری:۱۱/۸حدیث:۶۰۲۱......صحیح ابن خزیمہ:۶۱/۴حدیث:۲۳۵۴۔

(۴) جامع الاحادیث سیوطی:۴۴۹/۳۱حدیث:۳۴۵۴۹۔

(۵) صحیح بخاری:۹۴/۳حدیث:۸۷۲۲......صحیح مسلم:۱۱۹۷/۳حدیث:۱۵۶۴۔

(۶) صحیح بخاری:۸/۳حدیث:۱۸۰۴......صحیح مسلم:۱۵۲۶/۳حدیث:۱۹۲۷۔

(۷) صحیح بخاری:۹۲/۳حدیث:۲۲۷۴......سنن دارقطنی:۲۷/۳حدیث:۹۸۔

{33} النَّاسُ مَعَادِنٌ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا تَفَقَّهُوْا . (١)

یعنی لوگ ایسے ہیں جیسے سونے اور چاندی کی کان۔ایامِ جاہلیت کے سردار اسلام میں بھی سردار رہیں گے اگر وہ علم وفقہ سے آراستہ ہوں۔

{34} الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ . (٢)

یعنی ظلم قیامت کے دن اندھیرا ہوگا۔

{35} جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰى حُبِّ مَنْ أَحْسَنَ إِلَيْهَا وَعَلٰى بُغْضِ مَنْ أَسَاءَ إِلَيْهَا . (٣)

یعنی دلوں کی فطرت یہ ہے کہ جو اس کی طرف احسان کرے گا یہ اس سے محبت رکھے گا اور جو برائی کرے گا اس سے دشمنی رکھے گا۔

{36} لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ مَنْ لَّا يَشْكُرُ النَّاسَ . (٤)

یعنی وہ اللہ کا شکر اَدا نہیں کرتا جو لوگوں کا شکر اَدا نہیں کرتا۔

{37} عَدْلُ الْمُلُوْكِ أَبْقٰى لِلْمُلْكِ . (٥)

یعنی بادشاہوں کا عدل ملک کو زیادہ دنوں تک قائم رکھتا ہے۔

یعنی عادل بادشاہ اگر کافر بھی ہو تو اس کا ملک باقی رہتا ہے اور ظالم بادشاہ اگر مسلمان بھی ہو تو اس کا ملک قائم نہیں رہتا۔

---

(١) صحیح بخاری:۴/۱۷۸حدیث:۳۴۹۳......صحیح مسلم:۴/۱۹۵۸حدیث:۲۵۲۶۔

(٢) صحیح بخاری:۳/۱۲۹حدیث:۲۴۴۷......صحیح مسلم:۴/۱۹۹۶حدیث:۲۵۷۹۔

(٣) جامع الاحادیث سیوطی:۱۲/۳۳حدیث:۱۱۳۶۶......مسند شہاب قضاعی:۱/۳۵۰حدیث:۵۹۹۔

(۴) سنن ابوداؤد:۴/۴۰۳حدیث:۴۸۱۳......مسند طیالسی:۴/۲۳۲حدیث:۲۶۱۳۔

(۵) جامع الاحادیث سیوطی:۱۴/۲۱۴حدیث:۱۴۱۴۲......الجامع الصغیر:۲/۹۳حدیث:۵۴۳۹۔

{38} لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَّا يَأمَنُ جَارُهُ بِوَائِقَهُ . (۱)

یعنی وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کا ہمسایہ اس کی ایذاؤں سے محفوظ نہ رہے۔

{39} عَائِدُ الْمَرِيْضِ فِي مَخْرَفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ . (۲)

یعنی بیمار پرسی کرنے والا جب تک مریض کے پاس رہتا ہے بہشت کے باغ میں ہوتا ہے۔

{40} اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى . (۳)

یعنی اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

یہ سب معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانہائے عظمت نشان تھے کہ جن کی شرح کرنے والوں نے دفتر کے دفتر بھر دیے ہیں، اور پھر اس اعترافِ عجز کے ساتھ اپنا قلم روک دیا کہ 'حق تو یہ ہے کہ حق اَدا نہ ہوا'۔

اس کاوش کا مقصد صرف اتنا تھا کہ مصروف ترین قومِ مسلم کو معراجِ حکمت حضرت لقمان کے زندگی کی کایہ پلٹ دینے والے اقوال اور دارین کی سعادتوں سے ہم کنار کر دینے والے فرمودات سے روشناس کرایا جائے تاکہ تھوڑے وقت میں بہت کچھ بن جانے کی تمنا رکھنے والے آگے بڑھ کر اپنے خوابوں کو تعبیر آشنا کریں۔ اور اپنی ذات کے لیے رحمت بننے کے ساتھ قوم وملت کے لیے بھی گراں قدر خدمات انجام دے سکیں۔

اللہ جل مجدہ ہمارے لیے مجد وسعادت کے حصول کو آسان بنائے، اور کم سے کم وقت میں بیش از بیش خدماتِ جلیلہ سرانجام دینے کی توفیق ہمارے رفیق حال فرمادے۔ آمین بجاہ رسولہ النبی الامین الحلیم الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

---

(۱) صحیح مسلم:۶۸/۱حدیث:۴۶......مسند ابویعلی موصلی:۳۷۵/۱۱حدیث:۶۴۹۰۔
(۲) صحیح مسلم:۱۹۸۹/۴حدیث:۲۵۶۸......صحیح ابن حبان:۶۵/۹حدیث:۳۷۵۰۔
(۳) صحیح بخاری:۱۱۲/۲حدیث:۱۴۲۷......صحیح مسلم:۷۱۷/۲حدیث:۱۰۳۳۔

{مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی کی مطبوعہ کتب}

❁ 〖وقت ہزار نعمت〗 وقت' ایک عظیم نعمت اور اللہ کی عطا کردہ بیش قیمت دولت ہے؛ لہٰذا وقت کو ضائع کرنا عمر گنوانے کے برابر ہے۔ وقت کی قدر و قیمت کا اِحساس جگانے اور زندگی کو نظام الاوقات کا پابند بنا دینے والی ایک منفرد اور معلوماتی کتاب۔ ص: 184۔ ق: 70

❁ 〖مرنے کے بعد کیا بیتی؟〗 یہ کتاب پس اِنتقال خواب میں دیکھے جانے والوں کے کوائف و اَحوال پر مشتمل ہے۔ کتاب کی ایک ایک بات' عبرت آموز اور نصیحت خیز ہے۔ اپنی اصلاح کے اور حسن آخرت کے خواہش مند اس کا ضرور مطالعہ کریں۔ ص: 264۔ ق: 90

❁ 〖برکات الترتیل〗 ترتیل و تجوید کے موضوع پر بے نظیر کتاب۔ یہ اپنے موضوع کے تقریباً سارے گوشوں پر اطمینان بخش دلائل و مباحث، اور اس کی جملہ پیچیدگیوں کا محققانہ حل پیش کرتی ہے۔ قرآن کے اسرار و رموز کھولنے والی بہترین کتاب۔ ص: 216- ق: 60

❁ 〖انوارِ ساطعہ در بیانِ مولود و فاتحہ〗 عقائد و معمولاتِ اہلسنّت خصوصاً میلاد و فاتحہ وغیرہ کے موضوع پر لکھی گئی اپنی نوعیت کی منفرد کتاب۔ یہ وہی کتاب ہے جس کے جواب میں 'براہین قاطعہ' وجود میں آئی۔ ہر صحیح العقیدہ اسے ضرور زیر مطالعہ رکھے۔ ص: 820- ق: 200

❁ 〖کاش نوجوانوں کو معلوم ہوتا!〗 نوجوان ہی دراصل کسی معاشرے کا مستقبل اور گراں قدر سرمایہ ہوتے ہیں۔ وہ چاہیں تو اپنے حُسنِ عمل اور جذبۂ خیر و صلاح سے دنیا کو رشکِ فردوس بنا دیں، اور چاہیں تو نمونۂ جہنم۔ ایک چشم کشا اور اِنقلاب آفریں تحریر۔ ص: 48۔ ق: 30

❁ 〖چالیس حدیثیں〗 بچے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور چمنستانِ ہستی کے رنگ برنگے پھول ہیں۔ زندگی کے جس موڑ پر وہ کھڑے ہوتے ہیں عادتیں وہیں سے بنتی اور بگڑتی ہیں۔ اخلاقی تربیت کا یہ بے مثال تحفہ انھیں کی خدمت میں پیش ہے۔ ص: 96۔ ق: 45

❁ 〖یا رسول اللہ! آپ سے محبت اور آپ پر درود کیوں؟〗 جدہ (سعودی عرب) کے شیخ' محمد حسن بن عبید باحبیشی کی عقیدت و محبت کی خوشبوئیں لٹاتی، عظمتِ درود کے نغمات سناتی، اور عشق و اَدب کے آداب سکھاتی ایک ایمان اَفروز تحریر۔ ص: 80۔ ق: 40

❁ 【اور مشکل آسان ہوگئی】 کرب و اِنتشار کے بادل چھانٹنے، اور غم روزگار کا مداوا کرنے، نیز فتح مشکلات اور کشف مہمات کے لیے ایک تیر بہدف تحریر۔ یہ دراصل امام جلال الدین سیوطی کی نایاب کتاب 'الارج بعد الفرج' کا سلیس ترجمہ وتلخیص ہے۔ ص: 96۔ ق: 50

❁ 【پیارے بیٹے】 یہ حضرت ابوعبدالرحمٰن السلمی کی قیمتی نصیحتوں کا روح پرور مجموعہ ہے، جس میں انھوں نے زندگی کی بہت سی حقیقتوں کو بے نقاب کیا ہے۔ اور دنیا وآخرت سنوارنے کے بہت سے زرّیں اصول بڑے موثر انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ ص: 36۔ ق: 25

❁ 【موت کیا ہے؟】 یہ کتاب آپ کو بتائے گی کہ اِس دنیا سے چل چلاؤ کے وقت مومن کن نعمتوں اور اِنعامات سے بہرہ ور کیا جاتا ہے۔ موت سے چونکہ کسی کو رستگاری نہیں اور مرنا بہرحال ہر کسی کو ہے اس لیے یہ کتاب ہر کسی کے مطالعہ سے گزرنا چاہیے۔ ص: 88۔ ق: 40

❁ 【لختِ جگر کے لیے】 یہ کتاب 'سمندر در کوزہ' کی بہترین مثال ہے۔ علامہ ابن جوزی نے اپنے بیٹے کو کچھ نصیحتیں کی ہیں جو ہم میں سے ہر ایک کیلئے نفع رساں ہیں۔ ص: 48۔ ق: 30

❁ 【رسائل وکلیاتِ حسن】 یہ دراصل برادرِ اعلیٰ حضرت، اُستاذِ زمن علامہ حسن رضا خان بریلوی کی قلمی کاوشوں کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ مولانا کی شعری ونثری خدمات کو بڑے سلیقے سے مرتب کیا گیا ہے۔ رسائل حسن: ص: 786۔ ق: 240 ۔ کلیاتِ حسن: ص: 450- ق: 170

❁ 【مصطفیٰ جانِ رحمت پر الزامِ خودکشی!】 صحیح بخاری کی ایک روایت پر اُٹھائے گئے اِعتراضات کے مدلل جوابات سنداً متناً روایۃً ودرایۃً۔ ص: 72- ق: 40

❁ 【تحفۂ رفاعیہ】 سلسلہ رفاعیہ پر اُٹھائے گئے اعتراض کے جوابات۔ ص: 122- ق: 40

❁ 【آئیں دیدارِ مصطفیٰ کرلیں】 ص: 256- ق: 250

❁ 【اربعین مالک بن دینار】 ص: 40- ق: 15

❁ 【دولتِ بے زوال】 حصولِ رزق وغیرہ کے دوسو مسائل وفوائد۔ ص: 132 ق: 35

❁ 【چار بڑے اقطاب】 آسمانِ ولایت وقطبیت کے چار جلیل القدر اور عظیم الشان آفتاب (جیلانی، رفاعی، بدوی، دسوقی) کے حالات وتعلیمات۔ ص: 58- ق: 20

❁ 【ترجمانِ اہلسنّت】 اہلسنّت کے افکار وعقائد پر مدلل تحریر۔ ص: 116- ق: 35

❁ 【جامع اَزہر کا فتویٰ】 انہدامِ قبور کی حرمت پر متفقہ فتویٰ۔ ص: 32- ق: 12

BAATEN JO ZINDAGI BADAL DEN
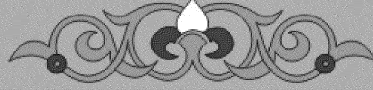
'اقوال' کسی بھی مفکر ودانشور کی تعلیمات کا نچوڑ اور تجرباتِ حیات کا خلاصہ ہوتے ہیں۔ ذخیرۂ اقوال کا مطالعہ کرنے سے ہمارے لیے یہ ممکن ہو جاتا ہے کہ ہم کم سے کم وقت میں بیش از بیش اَفکار واَسرار تک رسائی حاصل کرسکیں۔ اقوالِ زرّیں کی صورت میں صدیوں کے تجربات ومشاہدات چند لمحوں میں ہمارے لوحِ ذہن پر پھیل جاتے ہیں۔ اقوامِ عالم کی تاریخ اِس بات پر شاہد عدل ہے کہ مشاہیر کے اقوال نے قوموں کی زندگی میں کیا کیا اِنقلابات برپا کیے ہیں۔ کامیاب قومیں ہمیشہ حکما ومفکرین کے اَقوال و ہدایات کی روشنی میں اپنا کاروانِ حیات جاری رکھتی ہیں، اور بالآخر فوز وفلاح کی رفعتیں اُن کے ہم رکاب ہو جاتی ہیں۔

معلم اَخلاق حضرت لقمان حکیم کے اقوال جگ جگ ظاہر ہیں، اور دنیا کی تقریباً ہر زبان کے جھومر میں آپ کے ارشادِ ہدایت بنیاد ہیرے جواہرات کی مانند جڑے نظر آتے ہیں۔ آپ نے عقل کے اِستعمال سے وہ باتیں کھولیں جو پیغمبروں کے اَحکام وہدایات کے موافق تھیں اور صدیوں کے تواتر سے آپ کی عاقلانہ نصیحتیں اور حکیمانہ باتیں لوگوں میں مشہور چلی آرہی ہیں۔ خدا اُن سے اِستفادے کی ہمیں توفیق بخشے۔

Distributers

KAMAL BOOK DEPOT
Madrasa Shamsul Uloom, Ghosi
Distt. Mau (U.P.)
Ph: 09935465182, 09335082776

₹ 40.00
ISBN 81-89872-42-7

KHWAJA BOOK DEPOT
419/2, Matia Mahal, Jama Masjid
Delhi-6, Mobile No. +91-9313086318
E-mail: khwajabd@gmail.com